www.aaiil.org

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا
اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑلو اور تفرقہ نہ کرو
آل عمران (۱۰۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما
جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے وہ کفران دونوں میں سے ایک پر پڑتا ہے
(حدیث متفق علیہ)

تحفظ ختم نبوت کا حقیقی داعی واحمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا کا ترجمان

ماہنامہ چودھویں صدی دہلی

مدیر ممتاز عالم

مدیر اعزازی عبدالغفار

میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا۔ (فرمان مجدد صد چہار دہم)

فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ چندہ -/۱۰۰ روپے • بیرون ملک ۱۰ پونڈ - ڈالر امریکن ۱۲ ڈالر

ایک خدا ★ ایک رسول ★ ایک کتاب

جلد نمبر ۱	صفر ۱۴۲۱ھ	مطابق مئی ۲۰۰۰ء	شمارہ نمبر ۳

مسیح موعود نمبر

"بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے مجھ پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعوے کے ساتھ آتا۔ سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے۔" (برکات الدعا)

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ
۲۔ مجدد اعظم مرزا غلام احمد قادیانی
۳۔ حضرت مرزا غلام احمدؒ صاحب اور مسئلہ ختم نبوت
۴۔ حضرت مجدد صد چہار دہم کی تصانیف میں مجاز کی اصطلاح کا مفہوم
۵۔ مسیح موعود کا منصب مجدد نہ کہ نبی
۶۔ حضرت مسیح موعود بحیثیت حکم
۷۔ حضرت مسیح موعودؒ کی گرانقدر تصانیف
۸۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت کیوں؟
۹۔ حضرت مرزا غلام احمد مجدد صد چہار دہم علمائے اسلام کی نظر میں
۱۰۔ پیغامات تعزیت بر وفات حضرت چودھری غلام مصطفیٰ صاحب، جموں
۱۱۔ فہرست کتب

ایڈیٹر، پبلشر، پرنٹر ممتاز عالم نے ایم ایس پرنٹرس 145 گلی نمبر ۸ چوہان بانگر (شاہدرہ) دہلی۔ ۵۳ سے چھپوا کر L-25A دلشاد گارڈن دہلی سے شائع کیا۔ فون نمبر:- 2296616

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ۔

قارئین کرام السلام علیکم!

۲۶ مئی بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کی تاریخ وفات ہے اسی مناسبت سے ماہنامہ چودھویں صدی کا یہ تیسرا شمارہ بصورت مسیح موعود نمبر پیش خدمت ہے مسیح موعود کا تعلق چودھویں صدی ہجری سے تھا جیسا کہ معتبر کتب اسلامیہ میں حالات اور علامات مذکور ہیں اسکے عین مطابق مرزا غلام صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت ہوئی اور جماعت احمدیہ جو خالصاً ایک مذہبی اور تبلیغی تحریک ہے جسکی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمتہ علیہ نے ۲۳ مارچ ۱۸۹۰ء میں خدا کے حکم سے رکھی۔ یہیں سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا۔

انیسویں صدی عیسوی میں سائنس ٹیکنالوجی کے نتیجہ میں یورپ اور امریکہ میں نئی نئی ایجادات کی خبریں آرہی تھیں۔ صنعت و حرفت کے ساتھ تجارت کو بھی فروغ حاصل ہو رہا تھا ذرائع رسل و رسائل وسیع سے وسیع تر ہوتے جارہے تھے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرق و مغرب میں مذہبی بیداری کی لہریں اٹھنی شروع ہوئیں برصغیر ہند جو کہ مختلف مذاہب کا گہوارہ رہا ہے مغربی افکار سے مثبت و منفی طور پر متاثر ہو رہا تھا مغرب کی تھیوسوفیکل سوسائٹی، ڈاروِن ازم اور ریشنلزم سپر یچو ئلزم ہو یا مشرق کی برہمو سماج یا آریہ سماج یا کوئی اور تحریک ہو یہ سب مشترکہ طور پر الہام الٰہی قبولیت دعا اور الٰہی نشانات سے انکار کرنے لگی تھیں یہی وہ دور ہے جو اسلام کے لئے انتہائی نازک اور مشکلات و مصائب سے پُر تھا جسکے نتیجہ میں بعض مذہبی تحریکوں نے جنم لیا۔ چنانچہ اس دور کشمکش میں ہر مذاہب والے اپنے اپنے رنگ میں ایک عظیم روحانی مصلح کے منتظر تھے۔

بقول مولانا ابوالکلام آزاد ایسا پُر فتن زمانہ تھا کہ ایک مجدد دین کے ظہور کا اشد متقاضی تھا چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ بانی سلسلہ احمدیہ کو بتقاضائے وقت مجددیت پر فائز کیا گیا جسکا اعلان حضرت اقدس نے بذریعہ اشتہار ۱۸۸۵ء میں کیا اور اپنی بعثت کے اغراض و مقاصد واضح طور پر اپنی پہلی اور شاہکار تصنیف براہین احمدیہ میں بیان کئے۔ اور ۱۸۹۱ء میں آپ نے اعلان کیا کہ مجھ پر خدا کی جانب سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پاگئے اور جس مسیح کے اس امت میں آنے کی پیشگوئی ہے وہ اسی امت کا مجدد ہو گا اور وہ میں ہوں اور جس مہدی کے اس امت محمدیہ میں آنے کی پیشگوئی ہے اس سے بھی مراد وہی مسیح ہے جو دلائل و براہین سے اسلام کو دنیا میں پھیلائے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے بعثت کے دو اہم مقاصد تھے یعنی احیاء دین اور کسر صلیب اور اسی مناسبت سے آپ کی حیثیت نہ صرف مجدد اعظم بلکہ مسیح موعود اور امام مہدی کی بھی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے ہمیشہ اپنی طرف دعوٰی نبوت کے انتساب کو افترا قرار دیا ہے "انجام آتھم" میں آپ نے لکھا ہے کہ "اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت کا دعوٰی نہیں کیا"

"اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں" (شھادۃ القرآن)

آپ کا ختم نبوت پر مکمل ایمان تھا۔ آپ نے اسلامی اصطلاح کے طور پر کبھی بھی اپنے آپ کو نبی و رسول نہیں کہا سوائے لغوی طور کے۔ اور قادیانی حضرات کا یہ خیال کہ ۱۹۰۱ء کے بعد مرزا صاحب نے عقیدہ میں تبدیلی کر لی تھی اس کا کوئی ثبوت حضرت اقدس کی تحریروں میں نہیں ملتا نبی اور رسول کے الفاظ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں استعمال ضرور ہوئے تھے جسکا ذکر آپ کی تحریروں میں اوّل سے آخر تک موجود ہے ہاں اصطلاحی طور پر آپ کا اصل دعوٰی محدّثیت کا یعنی ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ ہونے کا ہے۔ رہے مثیل مسیح یا مسیح موعود ہونے کے دعاوی سو ان میں کوئی اصلی فضیلت نہیں اس کی تشریح حضرت مرزا صاحبؒ کی تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" میں ملتی ہے۔ کتابچہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی آپ نے محدّثیت کا اصطلاحی معنوں میں اقرار کیا ہے جبکہ لغوی معنوں میں محدّثیت سے انکار فرماتے ہیں بلاشبہ حضرت صاحب کا دعوٰی تمام عمر ایک جیسا رہا یہی عقیدہ جملہ ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہے۔

اگر ہم بانی سلسلہ احمدیہ کے تجدیدی کارناموں پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے

- اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی کو ثابت کیا۔
- ہر کلمہ گو کو مسلمان اور تفرقہ بازی کو لعنت قرار دیا۔
- قرآن پاک کو حدیث و فقہ پر مقدّم ٹھہرایا۔
- قرآن میں آیات کے نسخ کے عقیدہ کو دور کیا۔
- قرآن پاک کو اسرائیلی خرافات سے نجات دلائی۔
- عصمت انبیاء کا عقیدہ دوبارہ قائم کیا۔
- حضرت نبی کریم کو جامع کمالات انبیاء اور افضل الرسل ثابت کیا۔
- حضرت نبی کریم کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین یعنی آخری نبی ثابت کیا۔
- مذہبی اور تاریخی ریسرچ وفات مسیح کے موضوع پر کی۔
- عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کیا۔
- بینک کا سود اپنے اوپر نہ خرچ کر محض اشاعت اسلام میں خرچ کرنے کا فتویٰ دیا۔
- بابا نانک پر ریسرچ "بنام کتاب ست بچن"

الغرض حضرت مرزا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بانی سلسلہ احمدیہ اس دور جدید

اور زمانہ حاضرہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے بانی تھے در حقیقت آپکی بعثت کی غرض اور اس کا مقصد ہی تجدید دین تھا۔ بانی سلسلہ احمدیہ نے روحانی حقائق صرف نظریات کی حد تک بیان نہیں فرمائے بلکہ خدا کے الہام دعا کی قبولیت اور کرامات و نشانات اور پیشگوئیوں کے زندہ نمونے دنیا کے سامنے پیش کئے۔

حضرت مرزا صاحب وہ مرد مومن تھے جنہوں نے اپنی مومنانہ نگاہ سے اپنی جماعت کے افراد کی تقدیریں بدل کر رکھدیں: احمدی مبلغین نے دین اسلام کی ایسی شمع روشن کی کہ اسلام کے بالمقابل باطل مذاہب کی قوتیں ماند پڑ گئیں۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کی زندگی میں ہی آپ کی ہدایت سے ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو میں جاری ہوا اس کی ادارت حضرت مولانا محمد علی صاحب لاہوریؒ نے فرمائی اسکے ساتھ یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد بذریعہ لٹریچر رکھی گئی۔

مغرب میں ایک احمدی مجاہد حضرت خواجہ کمال الدینؒ نے لندن میں مشن قائم کیا جہاں سے نور اسلام کی کرنیں مغربی ممالک میں پھیل گئیں علاوہ ازیں جرمنی انڈونیشیا، فجی، افریقہ، جنوبی امریکہ وغیرہ غرض سب اطراف میں اسلامی مشن قائم ہو گئے۔

بالآخر ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحبؑ نے یہ خبر دی کہ ان کی وفات قریب ہے اور ایک رسالہ "الوصیت" تحریر کیا جسکی رو سے ایک انجمن بنائی یعنی صدر انجمن احمدیہ اور اپنے بعد اسی کو اپنا جانشین قرار دیا بالآخر بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں اپنے مشن کی نہایت کامیابی سے تکمیل کر کے بانی احمدیت اس جہاں فانی سے رخصت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆

قرآن مجید کے غیر محدود معارف اور حقائق کا کامل اعجاز

قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اس حد تک پہنچا ہوا ہے جس کے پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب کر سکتی ہے۔ اور حقیقی اور کامل معجزہ اپنے نبی کریمؐ کی رسالت ثابت کرنے کے لئے یہی بڑا بھاری معجزہ اسلام کے ہاتھ میں ہمیشہ کیلئے قیامت تک ہے جو اب بھی ایسا ہی تازہ بتازہ موجود ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھا۔ اور اب بھی مخالفوں کو ایسا ہی لاجواب اور رسوا کر رہا ہے جیسا وہ پہلے کرتا تھا۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۴۳ ۱۸۸۶ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی گرانقدر تصانیف

از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

احمدیت کا سب سے بڑا کام وہ مذہبی لٹریچر ہے جو اس نے پیدا کیا ہے حضرت اقدس مرزا صاحب کی تصنیفات چھوٹی بڑی ملا کر سو تک پہنچتی ہیں (جس کی مختصر فہرست آخر میں دیجائیگی) اور ان میں علاوہ اسلام کے دنیا کے دیگر تمام بڑے بڑے مذاہب پر بحث ہے اسلامی تعلیمات کو آپ نے ایسے دلکش اور معقول و پر حکمت پیرایہ میں بیان کیا ہے جس نے بڑے بڑے فلاسفروں سے بلکہ دشمنوں سے خراج تحسین وصول کیا ہے آپ کا مشہور مضمون اسلام اور اس کی فلاسفی جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں ۱۸۹۶ء میں پڑھا گیا اور جس کا ترجمہ ہو کر ٹیچنگ آف اسلام کے نام سے شائع ہوا اس پر نہ صرف اس کے پڑھا جانے کے وقت کل کا کل جلسہ محو حیرت تھا بلکہ اس نے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں سب سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اور طالب حق انگریز نے اسے پڑھا تو اس کا سر اس کے سامنے جھک گیا چنانچہ انگلستان اور دیگر انگریزی خواں ممالک میں بہت سے غیر مسلموں کے اسلام لانے کا موجب وہ کتاب ہوئی فلسفہ اصول اسلام کی بحث کتاب براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، لیکچر آف اسلام، چشمہ معرفت، و براہین احمدیہ حصہ پنجم، نور القرآن وغیرہ میں ہے آریہ سماج پر کتاب براہین احمدیہ، سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، آریہ دھرم، چشمہ معرفت، نسیم دعوت، میں بحث ہے سکھ مذہب پر "ست بچن" میں بحث ہے، عیسائیت پر براہین احمدیہ، ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب "سراج الدین" عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، جنگ مقدس، نور الحق، انجام آتھم، ضمیمہ انجام آتھم، چشمہ مسیحی اور دیگر بہت سی کتب میں بحث ہے۔ ہندو سناتن دھرم، بدھ مذہب۔ یہودی مذہب اور دیگر مذاہب پر متفرق کتابوں میں بحث ہے۔ اپنے دعاوی پر بالخصوص ازالہ اوہام، توضیح مرام، حمامۃ البشریٰ، سراج منیر، ایام الصلح، وغیرہ میں بحث ہے، کوئی مذہب نہیں جس پر آپ نے اتمام حجت نہ کیا ہو اصول اسلام کا کوئی پہلو نہیں جس پر آپ نے روشنی نہ ڈالی ہو بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ جملہ مذاہب پر اس قدر لکھنے والا تاریخ اسلام میں پہلے کوئی بزرگ نظر نہیں آتا۔ اس کا اعتراف آپ کے دشمنوں تک کو ہے گویا تحریری رنگ میں اصول اسلام پر روشنی ڈال کر اور دیگر مذاہب پر اتمام حجت کر کے جس قدر خدمت اسلام کی آپ نے کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے اور صرف اسی پہلو پر اگر غور کیا جائے تو آپ اس امت کے مجدد اعظم کہلانے کے مستحق ہیں۔ پھر اس لحاظ سے بھی آپ کو ان خدام اسلام پر فضیلت ہے جنہوں نے اسلام کی خدمت بذریعہ تحریر کی ہے کہ آپ نے تین زبانوں میں کتابیں لکھیں۔ اردو، فارسی، اور عربی جو اس وقت اسلامی ممالک کی سب سے زیادہ بولی یا سمجھی جانے والی زبانیں تھیں۔ پھر آپ کی زندگی میں ہی آپ کے زیر اثر آپ کی جماعت کے کئی افراد نے تبلیغ اسلام پر نہایت قیمتی لٹریچر پیدا کیا۔

مجددِ اعظم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رح

حیات مقدس اور کارنامے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی تحریک احمدیت ۱۸۳۵ء میں گورداس پور (پنجاب) کے گاؤں قادیان کے ایک رئیس مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے ہاں جمعہ کے روز بوقت صبح پیدا ہوئے۔ یہ مغل خاندان سولہویں صدی عیسوی میں مغل شہنشاہ بابر کے زمانہ میں ہجرت کر کے ہندوستان آیا تھا شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب شرح فصول الحکم میں آنے والے مسیح کی ولادت جو خاتم الولایت ہو گا توام ہو گی پہلے ایک لڑکی پیدا ہو گی اور اسکے بعد آپ کی ولادت ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد کی والدہ محترمہ کو پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت رکھا گیا اس لڑکی کے بعد آپ پیدا ہوئے اور یہ ابن العربی کے پیشگوئی کے عین مطابق تھا آپ کے والد ماجد نے آپکا نام غلام احمد رکھا جو اسم بامسمہ ثابت ہوا یعنی آپ نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کر دیا اور اگر غلام احمد کے ساتھ قادیانی کا لفظ ملا دیا جائے تو بحساب جمل اسکے عدد تیرہ سو بنتے ہیں گویا قدرت نے آپکے والد سے نام ہی ایسا رکھوا دیا جس میں یہ اشارہ تھا کہ ہجرت کے تیرہ سو سال کے بعد چودھویں صدی ہجری میں جس مبارک وجود نے خلعت مجددیت سے سرفراز ہونا تھا وہ آپ ہی ہیں چنانچہ جب آپ منصب مجددیت پر کھڑے کئے گئے تو جناب الٰہی سے غلام احمد قادیانی کے الفاظ آپ پر الہاماً نازل ہوئے اور انکے اعداد کی طرف آپکی توجہ منعطف کرائی گئی اسی طرح مسیحیت کا لقب پانے پر بارگاہ الٰہی کی طرف سے آپ کو یہ شعر الہام ہوا۔

بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ÷ جسکا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

آپکی طفولیت کا زمانہ نہایت پاکیزہ اور معجز نما تھا آپکے پیدا ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپکی برکت سے پنجاب میں سکھوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مسلمانوں کو اس دور تشدد و ابتلاء سے نجات حاصل ہوئی جو سکھوں کی طوائف الملوکی میں ان پر طاری تھا اور مدت کے بعد مسلمانوں نے مذہبی آزادی کا سانس لیا خود آپکے خاندان اور گھر میں جو عسرت اور تنگی کی حالت تھی وہ فراخی اور راحت سے بدل گئی اور روز بروز حالت سدھرتی چلی گئی آپکے بچپن کے زمانہ میں جو اوصاف آپ سے ظاہر ہوئے وہ بڑے بڑے صاحب عقل کو حیران کرنے والے تھے ایام شیر خوارگی سے نکل کر جب آپ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو والد ماجد نے آپ کے بہلانے کے لئے خاص طور پر کھلونے فراہم کئے اور قصبہ کے بچوں کو اپنے گھر میں لا کر رکھا کہ آپ ان سے مل کر کھیلیں کودیں اور خوش رہیں لیکن قدرت نے آپ کو شروع سے ہی ایسی طبیعت عنایت فرمائی تھی کہ اس دنیا اور دنیا کی چیزوں سے کوئی لگاؤ نہ تھا اور شکل وصورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی عظیم الشان کام کی تیاری میں مستغرق ہیں چھ سال کی عمر سے آپ کے والد ماجد نے تعلیم کا بندوبست کیا اور ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے وطن میں ہی حاصل کی۔

آپ کو شروع ہی سے تنہائی اور گوشہ نشینی عزیز تھی تاہم اپنے والد محترم کے حکم کی تعمیل میں اپنے خاندان کی اراضی کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے۔ والد بزرگوار کی ہی خواہش کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے انھوں نے ۱۸۶۴ء میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ یہاں ان کو عیسائی پادریوں سے ملنے اور تبادلہ خیال کرنے کا موقع زیادہ سے زیادہ ملا۔ ۱۸۶۸ء میں حضرت مرزا صاحب کے والد بزرگوار نے انھیں قادیان واپس چلے آنیکی اجازت دیدی کچھ عرصہ تک تو آپ اراضی کی دیکھ بھال اور اس سے متعلق مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو اکثر بٹالہ جانا پڑتا تھا جو ان دنوں عیسائیت کا اہم گڑھ تھا۔ عیسائیوں کی روز افزوں تبلیغی سرگرمیاں اور پروپگنڈا کو دیکھ کر حضرت مرزا صاحب نے تردید عیسائیت اور تبلیغ اسلام کا مصمم ارادہ فرمالیا۔

۱۸۷۶ء میں اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد حضرت مرزا صاحب قرآن مجید، احادیث شریفہ تفاسیر اور دیگر مذاہب کے مطالعہ و تحقیق میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔ انہی ایام میں جبکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ عیسائیوں کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات دے رہے تھے۔ ہندومت میں آریہ سماج تحریک کا آغاز ہوا آریہ پنڈتوں کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کے تبحر علمی اور مدافعت اسلام کے لئے غیرت وحمیت اور جوش و جذبہ نے مسلم حلقوں کو بہت متاثر کیا۔

۱۸۸۸ء میں حضرت مرزا صاحب نے چار جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب "براہین احمدیہ" لکھی جس میں قرآن مجید کی روشنی میں دیگر مذاہب پر سیر حاصل بحث تھی اور اسلام کے اس دعویٰ کو پر زور دلائل سے ثابت کیا کہ عالم

انسانیت کے لئے صرف یہی ایک دستور العمل ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس میں الہام کی ضرورت پر بھی زور دیا اور دعویٰ فرمایا کہ ماضی کی طرح آج بھی خدا اپنے منتخب اور برگزیدہ بندوں کو مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخشتا ہے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے اپنے الہامات و مکاشفات کا ذکر بھی فرمایا۔ اسی کتاب کی تصنیف کے دوران ان کو الہاماً خبر دی گئی کہ آپ کو تجدید دین، مدافعت اسلام اور ابطال مذاہب باطلہ کے لئے چودہویں صدی کا مجدد مبعوث کیا گیا ہے۔

۱۸۹۱ء میں حضرت بانی تحریک احمدیت نے اعلان فرمایا کہ انھیں الہاماً بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور جس مسیح کی پیش گوئی ہے وہ فی الذات اور فی نفسہٖ حضرت مسیح ناصری کا نزول ثانی نہیں بلکہ اسی کی خو بو پر امت محمدیہؐ سے ایک فرد خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت لے کر مبعوث ہوگا۔ اور وہ فرد موعود میں ہوں، چنانچہ تمام وہ پیشگوئیاں جو مسیح موعود کے لئے خاص تھیں حضرت مرزا صاحب کے وجود میں علمی اور عملی رنگ میں تمام و کمال پوری ہوئیں نیز انھوں نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ مہدی کی آمد کے متعلق جو احادیث میں ذکر آتا ہے وہ بھی اسی موعود مامور کی طرف اشارہ ہے جو دنیا میں اسلام کا دفاع تیر تفنگ سے نہیں بلکہ دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے کریگا۔

حضرت مامور وقت نے جب اپنی امامت کے ان دعاوی کا اعلان فرمایا، تو اسلامی اور غیر اسلامی حلقوں سے مخالفت و معاندت شروع ہو گئی۔ چاروں اطراف سے حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کی گئی اور طرح طرح کے جھوٹے مقدمات کھڑے کئے گئے جن میں عیسائیوں اور ہندوؤں کے علاوہ مسلمان علماء بھی پیش پیش تھے، تاہم ان آزمائشوں اور ابتلاؤں میں بھی جبکہ حکومت وقت بھی ان کے دعویٰ مہدویت کی وجہ سے ان پر کڑی نظر رکھتی تھی، آپ نے اشاعت و مدافعت اسلام کے کام کو پورے خلوص وانہماک سے جاری رکھا۔ آپ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ اکناف عالم۔ خصوصاً یورپ میں جہاں اسلام کو غلط رنگ میں پیش کیا جاتا ہے، اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جائے تو بانی تحریک احمدیت کی یہ دلی آرزو عملی رنگ اختیار کرنے لگی۔ ۱۹۰۱ء میں آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی زیر ادارت انگریزی زبان میں ایک ماہوار رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' جاری کروایا جس کے ذریعہ انگریزی دنیا میں دین اسلام اور پیغمبر اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جانے لگی۔ اس رسالہ نے مغرب کے علمی طبقہ میں خوشگوار تاثر پیدا کیا حتی کہ روس کے مشہور مفکر ٹالسٹائی نے بھی اس کے بعض مضامین کو سراہا حضرت مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں احمدیہ بلڈنگ لاہور میں وفات پائی اور حضرت علامہ حکیم الامت نور الدین اعظم آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ اس کام میں مزید وسعت پیدا ہوئی جب حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے ۱۹۱۲ء میں انگلستان میں ''ووکنگ مسلم مشن'' کی بنیاد رکھی اور وہاں سے ماہنامہ اسلامک ریویو جاری کیا پھر ۱۹۲۲ء میں مولانا صدر الدین صاحبؒ نے برلن مغربی جرمنی میں جا کر ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کر دی۔ اور برلن مسلم مشن کا قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغ و اشاعت کے مراکز قائم ہوتے چلے گئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے جوش و ایثار کی جو تحریک قادیان کے غیر معروف گاؤں سے اُٹھی تھی، اُس نے مذہبی دنیا کو بڑا متاثر کیا اور اسلام کو غالب دین کے طور پر روشناس کروایا اور ثابت کیا کہ اسلام کا خدا زندہ ہے، اسلام کی کتاب زندہ ہے اور اسلام کا پیغمبر زندہ ہے۔ اسلام ہی ہے جو بنی نوع انسان کا مذہب ہو سکتا ہے۔ حضرت امام وقت کا اسلام میں یہ تجدیدی کام تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور اس وقت تعلیم اسلام کی صداقت سے جو ایک عالم متاثر ہو رہا ہے، وہ اس پاک ہستی کی خدماتِ دینیہ کی وجہ سے ہے جس نے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن نہایت مدلل طور پر عربی، فارسی اور اُردو زبانوں میں اَسّی سے زائد تصانیف میں پیش کئے۔

(ماخوذ فہرست مطبوعہ لاہور، مجدد اعظم)

☆☆☆

حمد حضرت باری تعالیٰ

حمد و شکر آں خدائے کردگار — کز وجودش ہر وجودے آشکار

تمام تعریفیں اور شکر اس پروردگار کے لئے کہ جس واجب الوجود سے ہر وجود ظاہر ہوا

ایں جہاں آئینہ دار روئے او — ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او

یہ تمام کائنات اس کا رو نما آئینہ ہے جس کا ایک ایک ذرہ اس کی طرف راہ نما ہے

(کلام مسیح موعود)

صداقت اسلام و خصائل اسلام

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دین خدا یہی ہے
اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں — سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے — سب جھوٹے دیں مٹادے میری دعا یہی ہے

رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم ۱۹۰۷ء (کلام مسیح موعود)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور مسئلہ ختم نبوت

از جناب ملک شیر محمد خوشابی

دوسرے مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ جس میں جماعت احمدیہ لاہور اور قادیانی جماعت کا اختلاف ہے وہ ہے "نبوت" کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں؟ اور حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں یا نہیں؟

الف۔ قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں "امتی نبی" ہو سکتے ہیں ان میں اور حقیقی نبی میں نفس نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں صرف حصول نبوت میں فرق ہے۔ انہیں وحی نبوت ہوتی ہے وہ انبیاء میں شمار ہوتے ہیں۔

ب۔ لیکن جماعت احمدیہ لاہور کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا اور نہ پرانا اور نہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اور "امتی اور نبی" شریعت یعنی قرآن اور حدیث کی اصطلاح نہیں بلکہ اہل طریقت اور صوفیاء کرام کی وضع کردہ اصطلاح ہے جو نبیوں کے لئے نہیں بلکہ صرف محدّثوں کے لئے بنائی گئی ہے اور انہیں وحی نبوت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے اور "امتی نبی" زمرۂ انبیاء کا نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کا فرد ہوتا ہے یہی عقیدہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ آپ نے نہ صرف قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اپنے ذاتی عقائد سے بلکہ خدا تعالیٰ سے الہام پاکر بھی یہی بتلایا ہے کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں اسی پر تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرتے ہیں وہ مرزا صاحب کی بیان کردہ اصطلاحات اور تحریرات کو جو انہوں نے دوسرے بزرگان دین کی طرح مجدد شریعت اور مجدد طریقت ہونے کی وجہ سے لکھی ہیں نظرانداز کردیتے ہیں اور شریعت اور طریقت کے فرق کو ملحوظ نہ رکھ کر وہ اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے ساری زندگی دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور ان کی ایک تحریر بھی ایسی نہیں ہے جس میں انہوں نے اپنے آپ کو مدعی نبوت کہا ہو۔ ہم حضرت مرزا صاحب کے ارشادات قارئین کرام کے سامنے رکھدیتے ہیں اور فیصلہ انہی پر چھوڑتے ہیں کاش مخالفین اور موافقین شریعت اور متصوفانہ اسرار کے فرق کو ملحوظ رکھتے تو حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت کبھی بھی منسوب نہ کرتے یہی حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

(ا) جب مخالفین نے سپرنٹنڈ پولیس کے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ یہ شخص عقائد اسلام سے منحرف ہے معجزات کو نہیں مانتا۔ لیلۃ القدر کو تسلیم نہیں کرتا اور معراج اور وجود ملائکہ سے منکر ہے اور پھر نبوت کا بھی مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے .... اس وقت میری طرف سے روبرو صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ان کو یہ جواب ملا کہ یہ سب باتیں سراسر افترا ہیں مجھے ان تمام عقائد میں سے کسی کا انکار نہیں۔ ہاں اصل عقائد کو مسلم رکھ کر بعض نکات و معارف ارباب کشف کے طور پر کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں لکھے ہیں جو اصل عقائد سے معارض نہیں ہیں اگر فریق مخالف اپنی کوتاہ فہمی اور بدنیتی سے انہیں متصوفانہ اسرار اور الہامی نکات و معارف کو خلاف عقائد اہل سنت خیال کرتے ہیں تو یہ خود ان کا قصور فہم ہے میری طرف سے کوئی اختلاف نہیں" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۵۲)

غرض جو لوگ طریقت اور تصوف کی اصطلاحات اور رموز سے ناآشنا ہیں وہی شریعت اور طریقت کی اصطلاحات کے فرق کو ملحوظ نہ رکھکر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ تمام دنیائے جہان کے مسلمانوں کی طرح وہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خاتم النبیین اور آخری نبی مانتے ہیں۔

ختم نبوت کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا ایمان

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا" (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

۲۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو ہم پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اسکو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہوگئے (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۵۶)

۳۔ "میں عامتہ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ

میں کافر نہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں" (کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

۴۔"اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷)

۵۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں" (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۶۲)

۶۔"اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں" (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

۷۔"اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا در حقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔" (اخبار الحکم خط ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء)

۸۔اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخیر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات آپ پر ختم ہو گئے (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶)

۹۔"صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴)

۱۰۔"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۲)

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی ثابت کرنے کے لئے امام الزمان مجدد صد چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ قرآن کریم اور احادیث سے دلائل دے دئے یا اپنا ایمان اور عقیدہ بتلا دیا اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر دنیا والوں کو اطلاع دیدی کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا اور نہ پرانا بلکہ جب بھی کسی نے اپنی ناسمجھی سے آپکی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا تو بار بار آپ نے اسے یہی جواب دیا کہ میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا سراسر افترا ہے اور بارہا اس عقیدہ پر قسمیں کھائیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ لعنتی اور بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔

دعویٰ نبوت سے انکار

۱۔"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۳۰)

۲۔دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مسلمانوں کے سامنے صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۵۵)

۳۔"میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپکی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے" (جنگ مقدس صفحہ ۶۷)

۴۔"محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے۔ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکروں کو ملعون اور خسر الدنیا والاخرۃ یقین رکھتے ہیں" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۵۷)

۵۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷)

۶۔"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۹۷)

۷۔افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں" (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲)

۸۔"جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

۹۔ "اس عاجز نے ان موجودہ علماء کے مقابل پر کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ میں کسی نبوت کا مدعی نہیں مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آتے" (مکتوب بنام مولوی احمد اللہ امرتسری الحکم ۷ ۲ جنوری ۱۹۰۴ء)

۱۰۔ اور پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

ایسی واضح اور کھلی تحریرات کے ہوتے ہوئے بھی جو ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۸ء تک پھیلی ہوئی ہیں اگر کوئی یہ کہتا چلا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے ختم نبوت کے معنی بدل دیئے ہیں یا خود نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسکا کیا کیا جائے۔

ہاں اب سوال صرف یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب فی الواقع مدعی نبوت نہیں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی آخری نبی مانتے تھے تو آپ نے اپنی تحریرات میں ظلی، بروزی امتی نبی اور مجازی نبی وغیرہ کے الفاظ کیوں استعمال کئے اگر اس قسم کے الفاظ اپنے متعلق نہ لکھتے تو آپکے خلاف کسی قسم کی کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہوتی تو بات دراصل یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب چونکہ تمام دنیا کی اصلاح کیلئے مجدد ہو کر آئے تھے اور آپ کے مخاطب تمام مذاہب کے ماننے والے اور دنیا کی تمام اقوام تھیں جسطرح آپ نے دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو سمجھانے کیلئے انہی کی وضع کردہ اصطلاحات بیان کیں بعینہٖ اسی طرح آپ نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کی بیان کردہ اصطلاحات بھی انکے سمجھانے کیلئے تحریر کیں جیسے حضرت اقدس نے اہل شریعت کو خطاب کیا ویسے ہی آپ نے اہل طریقت کو بھی انہی کی وضع کردہ اصطلاحات میں سمجھایا مثلاً فنافی الشیخ فنافی الرسول اور فنافی اللہ نیز اسکے علاوہ بیشمار اور بھی اصطلاحات ہیں جو آپ نے اپنے لئے لکھی ہیں۔ آخر کیوں لکھیں خواہ مخواہ اپنے آپ کو محل اعتراض ٹھہرا لیا ایک ظاہر بین کیلئے تو ان اصطلاحات کی کوئی قدر و قیمت نہیں ان کے نزدیک تو دوسرے اولیاء کرام اور صوفیاء عظام بھی ایسی باتیں نہ لکھتے تو بہتر تھا لیکن یہی اصطلاحات اہل طریقت اور متصوفین کی تو جان ہیں آپ نے انہی صوفیاء اور اہل طریقت کے لئے انہی کی زبان میں معرفت اور گیان کی باتیں کیں تا کہ وہ بھی ان اسرار و رموز سے ناآشنا نہ رہیں جو آپکو خدا تعالیٰ کیطرف سے عطا کئے گئے تھے اور وہ بھی آپکی معیت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرسکیں کیونکہ جیسے آپ شریعت کے مجدد تھے ویسے ہی طریقت کے بھی مجدد تھے اس لئے متصوفین کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے حضرت مرزا صاحب نے انہی کی وضع کردہ اصطلاحات میں انکو تعلیم دی تو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ ظل اور بروز، حقیقت اور مجاز، تشریعی اور غیر تشریعی، امتی اور براہ راست نبی وغیرہ کی اصطلاحات پائی جاتی ہیں وہ صرف متصوفین اور اہل طریقت کی روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے ہے تاکہ آپ کے علم کلام سے یہ پاک طائفہ بھی محروم نہ رہے اور ان کو بھی عرفان حاصل ہو جائے یہ اصطلاحات کوئی غیر اسلامی نہیں بلکہ وہی اصطلاحات جو قرآن مجید اور احادیث نبوی میں خلافت، ولایت، امامت محدثیت، شیخ اور علماء امتی کا نبیا بنی اسرائیل کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں انہی اصطلاحات کو صوفیاء کرام اپنی تصوف کی زبان میں ظلی، بروزی، امتی اور مجازی نبی کہہ دیتے ہیں ان اصطلاحات کو اپنے لئے استعمال کرنیوالا نبی اور رسول نہیں بن جاتا بلکہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد رہتا ہے اور یہی حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

قارئین کرام حضرات مرزا صاحب کی بیان کردہ اصطلاحات کو اگر سمجھنا چاہیں تو سب سے پہلے حضرت مرزا صاحب کے اس ماحول کو دیکھیں جس میں یہ اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں اگر کوئی خدا ترس اور منصف مزاج انسان ان اصطلاحات کو اس ماحول کے اندر رکھ کر پڑھے گا تو وہ حضرت مرزا صاحب کیطرف کبھی بھی نبوت کا دعویٰ منسوب نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس ماحول میں بیشمار بزرگان دین اور صوفیاء کرام ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے لئے انہی معنوں میں نبی اور رسول کے الفاظ لکھے ہیں جن معنوں میں حضرت مرزا صاحب نے لکھے ہیں ان معنوں میں نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرنیوالا زمرۂ انبیاء میں شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد رہتا ہے اسی واسطے "براہین احمدیہ" میں ایسے الہام ہونیکے باوجود بڑے بڑے علماء نے اس لئے آپ کی تعریف کی۔ اگر امت محمدیہ میں لغوی اور مجازی معنوں میں بھی نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرنے ناجائز ہوتے تو ہندوستان کے جید علماء اس کتاب کی تعریف کیوں کرتے اگر کسی ایک آدھ آدمی نے ان الفاظ پر اعتراض کیا بھی تو ہندوستان کے بہت بڑے عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے انہیں ایسا علمی جواب دیا کہ وہ خاموش ہوگئے آخر میں ہم فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر خدا لگتی بات کہیں کہ حضرت مرزا صاحب کیطرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا کہاں تک صحیح ہے حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"لوگوں نے میری بات کو نہ سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول محض جھوٹ ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں اور اسکی اصلاً کوئی حقیقت نہیں اور انہوں نے اس بہتان کو محض اس لئے تراشا ہے کہ تا کہ وہ لوگوں کو مجھے کافر قرار دینے، گالیاں دینے اور لعن طعن کرنے پر جوش دلائیں اور انہیں میری دشمنی پر اکسائیں اور مومنوں کے درمیان تفرقہ پیدا کریں اور اللہ کی قسم! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین ہیں"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱) ☆☆☆

حضرت مجددؔ صد چہار دہمؒ کی تصانیف میں مجاز کی اصطلاح کا مفہوم

از محمد صالح نورؔ صاحب مرحوم

جن معانی کے لئے کوئی لفظ وضع کیا گیا ہو اگر انہی معنوں میں استعمال کیا جائے تو اسے حقیقت کہا جاتا ہے اگر ان معنوں کے علاوہ اور معنوں میں وہ لفظ مستعمل ہو تو اسے مجاز کہا جائے گا۔ جیسے ایک جانور کے لئے شیر کا لفظ وضع کیا گیا ہے اگر یہ لفظ کسی انسان پر بولا جائے تو اسے ہم مجازی معنی میں اس لفظ کا استعمال کہیں گے۔ یا کسی خوبصورت انسان کو چاند کہہ دیا جائے تو یہ بھی مجازی معنوں میں ہی ہو گا نہ کہ حقیقی معنوں میں انہیں مجازی معنوں میں نبی کا لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے خود اور آپ کی جماعت آپ کے لئے استعمال کرتی رہی اور کرتی ہے اسے حقیقت پر محمول کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو جہاں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف غلط دعویٰ منسوب کرنے کا مجرم ہے وہاں وہ پرلے درجے کا ظالم بھی ہے۔

مجاز کیا ہے؟

حضرت صاحب اپنے ایک رسالہ میں مجاز کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں "پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا اس لئے اس نے اس کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ کی خو اور طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا اور اس کا نام اس طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے۔" (ضمیمہ رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۳، ۴)

"مجازی نبی" کا استعمال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے کے ابتداء سے اپنی وفات یعنی ۱۹۰۸ء تک اپنے آپ کو مجازی معنوں میں نبی کہا ہے نہ کہ حقیقی معنوں میں ذیل میں آپ کی تحریرات سے چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ یہ لفظ کبھی بھی اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔

۱۔ ۱۸۹۱ء میں

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدّث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے۔" (ازالہ اوہام)

۲۔ ۱۸۹۶ء میں

الف۔ "وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔" (انجام آتھم صفحہ ۲۶)

ب۔ "بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہیں مجازی معنوں کی رو سے ہے۔" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۸)

۳۔ ۱۸۹۷ء میں

"مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے..... اور یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔" (سراج منیر صفحہ ۳)

۴۔ ۱۸۹۸ء میں

"یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے۔" (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

۵۔ ۱۸۹۹ء میں

"اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول اور نبی کا لفظ آگیا ہے........ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں...... اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔" (خط ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء)

۶۔ ۱۹۰۰ء میں

"اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا

ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔"
(اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۲۵)

۷۔ ۱۹۰۳ء میں

"اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے اور وہ در حقیقت نبی نہیں ہوتے اس لئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچادیا ہے۔"
(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

۸۔ ۱۹۰۷ء میں

"سمیت نبیاً من الله علیٰ طریق المجاز لاعلیٰ وجه الحقیقت۔ میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا ہے مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقی رنگ میں۔" (استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

۹۔ ۱۹۰۸ء میں

"خدا جب کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں بکثرت اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں" (بدر ۲۵ر جون ۱۹۰۸ء)

☆☆☆

درود شریف کے فضائل

درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مد نظر رکھ کر۔ اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

تقریر حضرت مسیح موعود نمبر ۱۰ اجون ۱۸۸۹ء

مسیح موعود کا منصب مجدّد نہ کہ نبی

ایک غور طلب مسئلہ

محمد صالح نور صاحب مرحوم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل اور بنیادی دعویٰ مقام مسیح موعود ہونے کا ہے اور حضرت نے ابتداء سے آخر تک مسیح موعود کے لئے مجدد وقت ہونا بیان فرمایا ہے اور مسیح موعود کے لئے نبوت کی نفی فرماتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ سوئم صفحہ ۲۲۳)

نیز حضور نے فرمایا کہ مسیح موعود کا دعویٰ ملہم اور مجدد سے بڑھ کر نہیں ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

حضور علیہ السلام نے تواتر سے یہ امر بیان فرمایا ہے کہ مسیح موعود اپنے وقت کا مجدد ہوگا آپ کے ابتداء سے آخر تک چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ ۱۸۹۱ء میں

"حقیقت میں ابتداء سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۹)

۲۔ ۱۸۹۲ء میں

"اس عاجز کے دعویٰ مجددیت ہونے اور مثیل ہونے اور دعویٰ ہمکلام ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے۔" (نشان آسمانی صفحہ ۳۴)

۳۔ ۱۸۹۳ء میں

"اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

۴۔ ۱۸۹۸ء میں

"آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسیٰ پرستی کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہو گا

اس مجدد کا نام مسیح ہے۔" (کتاب البریہ صفحہ ۱۸ حاشیہ)

۵۔ ۱۸۹۹ء میں

"کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے پس جبکہ زمانہ کی حالت بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہیئے یا بتبدیل الفاظ یوں کہوں کہ اس صدی کا مسیح موعود مجدد ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۲۷)

۶۔ ۱۹۰۰ء میں

"عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدید اور اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ کو بھیجا اور اس کا نام مسیح موعود رکھا۔" (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹)

۷۔ ۱۹۰۲ء میں

"جبکہ چودھویں صدی کے مجدد کی یہ خدمت ہوئی کہ وہ صلیب کو شکست دے تو اس سے یہ فیصلہ ہوا کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہیئے کیونکہ یہ منصب مسیح موعود کا ہے اس لئے چودھویں صدی کا مجدد حق رکھتا ہے کہ اس کو مسیح موعود کہا جائے کیونکہ وہ اس زمانہ کا مجدد ہے اور اس زمانہ میں مجدد کی خاص خدمت کسر شوکت صلیب ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۲۰)

۸۔ ۱۹۰۳ء میں

"علاوہ بریں مسیح موعود کو صدی کے سر پر آنا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے زمانہ اور صدی کا مجدد ہے جو صدی کے سر پر آتا ہے اور چونکہ صلیب کا زور ہے اس لئے کسر صلیب کے لئے مجدد آنا چاہیئے اس کا نام مسیح موعود رکھا گیا۔" (الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

۹۔ ۱۹۰۴ء میں

"اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور الف آخر بھی" (لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۷)

۱۰۔ ۱۹۰۵ء میں

"چونکہ مسیح موعود مجدد ہے اور مجدد غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہی آیا کرتے ہیں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۴)

۱۱۔ ۱۹۰۷ء میں

یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ یہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳)

۱۲۔ ۱۹۰۸ء میں

"چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد موعود آنے والا تھا جس کی نسبت بہت سے راستباز ملہموں نے پیشگوئی کی تھی وہ مسیح موعود ہو گا وہ میں ہی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر شاہ ولی اللہ تک مقدس لوگوں نے الہام پا کر یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ آنے والا مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہو گا۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ آپ کے مزار پر جو کتبہ نصب کیا گیا وہ بھی اس بات کا گواہ تھا کہ مسیح موعودؑ چودھویں صدی کے مجدد تھے نہ کہ نبی۔ کتبہ مندرجہ ذیل تھا:۔

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
رئیس قادیان مسیح موعود مجدد صد چہاردہم
تاریخ وفات ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء"

یہ کتبہ عقیدہ تبدیل کرنے والی جماعت قادیان کے امام نے ۱۹۳۶ء میں اتروا کر اس کی جگہ دوسرا کتبہ لگوادیا۔ اور "مجدد صد چہاردہم" کے الفاظ کو حذف کر دیا گیا اور کسی نے اف تک نہ کی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔

حدیث و فقہ کے بارے حضرت مرزا صاحبؒ کا موقف

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔

(محمد حسین کے مباحثہ پر ریویو ۲۷ر نومبر ۱۹۰۲ء)

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کے بنائے ہوئے فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تصورات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔ لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔

(الحکم ۳۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود بحیثیت حکم

بعض شرعی مسائل کے متعلق آپ کا فیصلہ

از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم

حضرت اقدس مرزا صاحب نے بعض متنازعہ فیہ شرعی مسائل میں جو بطور حکم کے اپنا مذہب پیش کیا ہے وہ عین مطابق قرآن و سنت ہے تفصیل تو آپ کی کتب میں ہے لیکن بطور نمونہ چند مسائل پر آپ کا مذہب مختصراً اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ کثیر الازدواجی کے متعلق آپ نے قرآن و سنت سے ثابت کیا کہ یہ بطور علاج کے ہے نہ کہ بطور اصول کے۔ ایک سے زیادہ بیوی بعض ضروریات شرعی کے ماتحت عدل و انصاف کی شرط کے ساتھ بطور علاج کے ہے۔ مثلاً جنگ کی حالتوں میں جب مردوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے اور بہت سی عورتیں بیوہ اور بہت سے بچے یتیم رہ جاتے ہیں اور ان کی جائز طریق پر پرورش ضروری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بعض وقت اولاد کی خاطر یا بعض اور ضروریات شرعی کی خاطر نکاح ثانی کرنا پڑتا ہے۔ بلا ضرورت اور بغیر عدل کے نکاح ثانی جائز نہیں۔

۲۔ طلاق: آپ تین طلاقوں کو یکدم دینا جائز سمجھتے تھے۔ تین طہر یا تین ماہ ایک طلاق کی عدت تھی نہ کہ تین طلاقوں کی خلع کو عورت کا حق سمجھتے تھے جو بعض صورتوں میں نااتفاقی کی شادی کو ختم کرنے کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔

۳۔ مسئلہ میراث: ترکہ میں آپ قرآن کریم کے ماتحت لڑکی کو حصہ دینا ضروری سمجھتے تھے خواہ متوفی زمیندار ہو یا غیر زمیندار۔

۴۔ سود: کو آپ حرام سمجھتے تھے خواہ ساہوکار کا ہو یا بینک کا ہو۔ قرضہ کا ہو یا تجارت کا ہو البتہ آپ نے جب یہ سنا کہ بینک میں روپیہ رکھ کر اگر سود نہ لو تو بینک والے اس سود کو پادریوں کے فنڈ میں بھیج دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ روپیہ بجائے اس کے کہ اشاعت مسیحیت اور تخریب اسلام میں خرچ ہو کیوں نہ حفاظت و اشاعت اسلام میں خرچ ہو اس لئے حکم دیا کہ بینک سے سود لیکر اشاعت اسلام میں خرچ کر دیا جائے مگر اپنے اوپر نہ خرچ کیا جائے۔

۵۔ غلامی: آپ کے نزدیک ابتدائے زمانہ نبوی میں غلاموں اور لونڈیوں کا وجود جو جاہلیت کے زمانہ سے چلے آتے تھے اور جنگوں میں قیدیوں کے رنگ میں آجاتے تھے وقتی تھا۔ انہیں یکدم چھوڑا جاسکتا تھا کیونکہ ان کا گھر تھا نہ گھاٹ۔ آخر وہ کہاں جاتے اور کیا کرتے اس لئے ایک خاص وقت کے لئے اگر ان کا وجود لابد تھا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ہمیشہ کے لئے ان کا وجود اسلام کے لئے لازم سمجھا جائے اسلام نے دنیا میں آکر ہر ایک شخص کو خواہ وہ غلام تھا یا آزاد مرد تھا یا عورت۔ ہر ایک نوع کی غلامی سے آزادی اور حریت کا عالمگیر پیغام دیا۔ اسلام نے لونڈیوں اور غلاموں کی آزادی کو سب سے بڑھ کر ثواب کا کام قرار دیا اگر کوئی غلام یا لونڈی مکاتبت کے ذریعہ آزادی چاہے تو اس کے مالک کو حکم دیا کہ اسے مالی امداد دیکر اس کے اس مقصد کی تکمیل کرے حکومت کے بیت المال میں ایک فنڈ غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی کے لئے علیحدہ قائم کیا۔ آزاد کو غلام بنانا گناہ قرار دیا۔ اگر جنگ میں کوئی قید ہو کر آجائے تو جنگ کے بعد فدیہ لیکر یا احسان رکھ کر چھوڑ دینے کا حکم دیا پس اسلام حریت کا علم بردار ہے نہ کہ غلامی کا۔

۶۔ حضرت مرزا صاحب اسلامی حکومت میں جمہوریت اور مشاورت کے قائل تھے شخصی حکومت کو آپ پسند نہ کرتے تھے۔ اسی لئے آپ نے اپنی وصیت میں اپنا جانشین انجمن کو بنایا نہ کہ کسی شخص واحد کو۔

۷۔ پردہ: حضرت مرزا صاحب عورتوں کا چہرہ (یعنی آنکھیں ناک اور منہ) اور دونوں ہاتھوں کا کھلا رہنا اور اپنے کام کاج اور دیگر ضرورتوں کے لئے باہر نکلنا جائز سمجھتے تھے البتہ اپنی زینت اور سنگار کو غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری سمجھتے تھے اور ان سے بلا ضرورت ملنے جلنے کو ناجائز خیال کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ مرد و عورت کی مخلوط پارٹیاں ناجائز ہیں۔

۸۔ مرتد کا قتل: بدقسمتی سے مسلمان مولویوں نے مرتد کو قتل کرنا اصول اسلامی بنا رکھا ہے حضرت مرزا صاحب قرآن و حدیث کے رو سے مرتد کو اس کے ارتداد کی وجہ سے قتل کرنا ناجائز سمجھتے تھے قرآن کریم میں صاف لفظوں میں آتا ہے۔ ومن یرتد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرة (البقرہ) اور جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے پھر وہ اس حالت میں مر جائے کہ وہ کافر ہی ہے تو اس کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت گئے۔ یہاں مرتد کے اپنی موت سے مرنے کا ذکر ہے اس کے قتل کرنے کا کوئی حکم نہیں بلکہ ارتداد کے بعد اسے پھر ایمان لانے کے لئے بھی موقعہ دیا گیا ہے البتہ اگر ایمان نہ لائے اور اپنی موت سے مر جائے تو پھر اس کے اعمال ضائع ہو جانے کا وعید ہے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں۔ اسی طرح متعدد آیات قرآنی ہیں جن میں مرتد کے دوبارہ ایمان لانے اور کفر کرنے کا ذکر ہے قتل کرنے کا کہیں ذکر نہیں زمانہ نبوی میں اگر ایک دفعہ بعض مرتدین کو قتل کیا گیا تو ان کے ارتداد کی وجہ سے انہیں قتل نہیں کیا گیا بلکہ بطور قصاص کے قتل کیا کیونکہ وہ ناحق مسلمانوں کو قتل کر کے اور اونٹ لیکر بھاگ گئے تھے۔ یا جنگ کے موقعہ پر اگر کوئی شخص مرتد ہو کر کفار میں جا ملتا جو اس وقت اسلام کی تباہی پر تلے ہوئے تھے اور برسرپیکار تھے تو ایسے موقعہ پر اس قسم کے شخص کو واجب القتل سمجھنا نہ صرف اسلام میں بلکہ ہر ایک مہذب گورنمنٹ کے نزدیک نہایت ضروری ہے ورنہ وہ تو دشمن کے لئے ففتھ کالم بن کر سخت نقصان پہنچائے گا اس لئے فقہا نے بھی حرب یعنی جنگ کے موقعہ پر جنگ کرنیوالے کے مرتد ہو جانے پر قتل کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ وہ تو اب دشمن سے جا ملے گا اور تمام خفیہ حالات سے اسے باخبر کر دیگا پس محض ارتداد کسی مرتد کے لئے وجہ قتل نہیں ہو سکتی قرآن تو صاف لفظوں میں لا اکراہ فی الدین فرما کر دین میں کسی قسم کے جبر اور زبردستی کو قطعاً منع فرماتا ہے۔

☆☆☆

حضرت مرزا غلام احمدؒ مجددؔ صد چہار دہم علمائے اسلام کی نظر میں

(ادارہ)

قسط نمبر۔۱

سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں:۔

”مرزا غلام احمد قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں' میں سنتا ہوں کہ آدمی نیک بخت' نمازی اور پرہیز گار ہیں۔ یہی امر ان کی بزرگذاشت کو کافی ہے“

(مکتوبات سر سید ص ۳۹)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب فرماتے ہیں:۔

وہ شخص بہت بڑا شخص ہے' جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیڑیاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہاں کر دی ہزاروں' لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کے رہے گی اور قضا کے حملہ نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے۔ صدائے ماتم مدتوں اس کی یادگار تازہ رکھے گی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو' ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی' اس شاندار مدافعت کا جو اس ذات سے وابستہ تھی' خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے خلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا' آئندہ بھی جاری رہے گا۔ اور اگر شور بختی' مزاحم صلح و احسان نہ ہو تو یک جہتی کے ساتھ مشترکہ فرض کی واجبی شرکت کے ساتھ اور جامعہ اسلامیہ کے مبارک اصولوں کے ساتھ۔

مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعت مہر سے لیکر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر ہاں ایک شاہد رعنا کے پیان وفا پر قربان کر دیئے۔ سید احمد' غلام احمد' رحمت اللہ' آل حسن' وزیر خان' ابوالمعصور یہ السابقون الاولون کے زمرہ کے لوگ تھے' جنہوں نے باب مدافعت کا افتتاح کیا اور آخر وقت تک مصروف سعی رہے۔ اختلاف طبائع اور اختلاف مدارج قابلیت کے ساتھ ان کے انداز خدمت بھی جداگانہ تھے اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے ان کے درجے بھی الگ الگ ہیں۔ تاہم اس نتیجہ کا اعتراف بالکل ناگزیر ہے کہ مخالفین اسلام کی صفیں سب سے پہلے انہی حضرات نے برہم کیں۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے' اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں' اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنا پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً نہیں ہو سکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے۔ اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پست گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔ اور حملہ آور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔ چونکہ خلاف اصلیت محض شامت اعمال سے مفسدہ 1857ء کا نفس ناطقہ مسلمان ہی قرار دیئے گئے تھے۔ اس لئے مسیحی آبادیوں اور خاص کر انگلستان میں مسلمانوں کے خلاف پولیٹیکل جوش کا ایک طوفان برپا تھا، اور اس سے پادریوں نے صلیبی لڑائیوں کے داعیان راہ سے کم

فائدہ نہ اٹھایا۔ قریب تھا کہ خوفناک مذہبی جذبے ان حضرات کے میراثی عارضۂ قلب کا جو اسلام کی خود رو سر سبزی کے سبب بارہ تیرہ صدیوں سے ان میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا چلا آتا تھا۔ درمان ہو جائے کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ کچھ شبہ نہیں، ان حضرات نے ثابت کر دکھایا کہ اسلام اپنے حریفوں کا خواہ ان کے ساتھ زندہ قوموں کا پولیٹیکل جذبہ بھی شریک ہو۔ ہمیشہ فتح نصیب مدمقابل رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کے آخری سانس تک رہے گا۔ انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ہے۔ اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غائت المقصود قرار دے لیں تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خداداد طاقت چشم پوشی کرنے والے، لاٹ پادری (بشپ) کی زندگی میں ہی جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سالہ جوبلی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کے لئے دہلی کی مسجد عظمیٰ کے کیتھڈرل بنائے جانے کا ادعا، تار و اظہار کیا تھا۔ وہ وقت آجائے کہ اسلام کی روحانی، فتوحات سینٹ پال کے گرجے کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی، عبادت گاہ بنا دیں۔ اور ناقوس کلیسا کے بدلہ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد ار سول الله کا زمزمہ قدسی فضا میں گونجنے لگے۔ ہر چند پادریوں نے اسلام کی مخالفت میں لٹریچر کا ہمالہ بنا کے کھڑا کر دیا ہے۔ مگر کاغذ کے تودوں کے لئے چند شرارے کافی ہیں۔ برعکس اس کے مسلمانوں کا لٹریچر اگر سرکشی اور تمرد کے حق میں توپ اور گولہ ہے تو طلب حق کے اضطراب سے تڑپنے والوں کے لئے صندل اور کافور ہے۔ کاش اس کی تاثیر کی آزمائش کی جاتی اور اسے عیسائی آبادی کی زبانوں میں منتقل کر کے کثرت سے شائع کیا جائے کیوں کہ ترقی علم و حکمت کے ساتھ مذہب وبال دوش ہوا جاتا ہے۔ اور دنیا طلبی کے انہماک نے وہاں روح کی تشنگی غیر محسوس بنا رکھی ہے۔ اس لئے کہ عیسائیت اس فطرتی جذبہ کو جو دنیوی حشمت کے بوجھ میں دب گیا ہے ابھارنے سے بالکل قاصر ہے۔ یہ فخر اسلام کا ہی حصہ ہے کہ اس حالت میں بھی وہاں جب کبھی اس کی تجلی عکس فگن ہوتی ہے، وجدان بے تاب ہونے لگتے ہیں۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب اس وقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دماغی فلسفہ کی نوحہ خوانی جابجا آغاز کی تھی، ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ جب وہ اجمیر میں آگ کے حوالے کر دیئے گئے، اس وقت سے اخیر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ملمع اتارنے میں مصروف رہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں۔

فطرتی ذہانت، عشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شان خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے۔ اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں، اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔

مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطری استعداد کا، ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا (لیکن در حقیقت منجانب اللہ علم لدنی کا) آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو اپنی اعلیٰ خواہش محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔ (اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸)

مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کی حوصلہ مند طبیعت اور دور بین نگاہ نے اس میدان کو اپنی سرگرمیوں کے لئے انتخاب کیا انہوں نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑا اٹھایا ہے جس میں اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو بدلائل عقلی ثابت کیا جائے گا اور بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم، آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید ہوگی انہوں نے اس کتاب کا نام 'براہین احمدیہ' تجویز کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت

صحیح وقت پر شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب اور ان کے دوستوں نے اس کی تشہیر وتبلیغ بھی بہت جوش وخروش سے کی تھی۔ اس کتاب کی کامیابی اور اس کی تاثیر کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس میں دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا گیا تھا اور کتاب جواب دہی کے بجائے حملہ آورانہ انداز میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کے خاص معترفین اور پر جوش تائید کرنے والوں میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کو خاص اہمیت حاصل ہے انہوں نے اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' میں اس پر ایک طویل تبصرہ یا تقریظ لکھی جو رسالہ کے چھ نمبروں میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کو بڑے شاندار الفاظ میں سراہا گیا ہے اور اس کو عصر حاضر کا ایک علمی کارنامہ اور تصنیفی شاہکار تسلیم کیا گیا ہے۔'' (قادیانیت ص ۴۵ طبع اول)

حضرت خواجہ حسن نظامی مدیر رسالہ منادی دہلی رقمطراز ہیں:۔

''مرزا صاحب کی میرے دل میں بیحد عزت ہے اگرچہ میں ان کے کسی دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا لیکن انہوں نے مسلمانوں میں ایک دینی احساس رکھنے والی اور مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہو کر کامیابی کے ساتھ کھڑی ہونے والی جماعت تیار کر دی (پیغام صلح جولائی ۱۹۲۶ء)

علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں:۔

''سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم الرسول ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں مجھے احمدی جماعت کا لٹریچر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو میں اور زیادہ حیران ہوا کیونکہ مجھے ان کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی بلکہ اس کے بر خلاف میں نے ان کو (مرزا صاحب) ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسولؐ پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے باعمل بڑے عظیم وہمت والے انسان تھے، انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔'' (ماہنامہ نگار نومبر ۱۹۶۱ء)

شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب (استاد علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب)

''افسوس کہ ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ میں ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسانوں کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔''

(الحکم ۷ راپریل ۱۹۲۴ء)

☆☆☆

حضرت چوہدری غلام مصطفیٰ صاحبؒ جموں کی وفات

حسرت آیات

از قلم:۔ ایم۔وائی۔ تاثیر یاری پورہ اننت ناگ (کشمیر) صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے۔
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ المناک، افسوسناک خبر نہایت دکھ کے ساتھ سنی گئی کہ حضرت چوہدری غلام مصطفیٰ صاحبؒ جموں اتحاد اسلامی اور اتحاد انسانیت کا بے لوث علمبردار ۹ر مئی ۲۰۰۰ء بروز منگل تقریباً ۹۲ سال کی عمر میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے۔

مرحوم بلا لحاظ مذہب و ملت اتحاد اسلام کے ساتھ اتحاد انسانیت کے علمبردار تھے۔ ہندو مسلم ذی شعور، علم دوست حضرات میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مرحوم محکمہ کو آپریٹیو میں بحیثیت اسسٹنٹ رجسٹرار ریٹائر ہوئے تھے آپ صادق القول، ہمدرد انسانیت، اتحاد اسلامی یعنی ہر کلمہ گو کو مسلمان بلا لحاظ مسلک جانتے تھے۔

آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے آپ نے سفر وحضر میں نماز کبھی قضا نہیں کی۔ آپ سال ۷۱، ۱۹۷۰ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند کے صدر کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ آپ کے دور صدارت میں ہی جموں وکشمیر کی جماعتیں منظم ہوئیں اور بلاناغہ ہر سال احمدیہ انجمن کا سالانہ اجلاس سہ روزہ منعقد کیا جاتا ہے اسکے علاوہ جموں میں مسجد احمدیہ پیر مٹھا میں موسم سرما میں احمدیہ کانفرنس منعقد کی جاتی رہی اور ان اجلاسوں میں صوبہ جموں وکشمیر کی جماعتوں کے علاوہ اکثر بمبئی سے مرحوم عبدالرزاق صاحب معہ بیگم صاحبہ، جناب جنید اطہر اکولہ مہاراشٹر۔ جناب مرحوم پروفیسر غلام مرتضیٰ بیگ صاحب اور بنارس کی ام داؤد کی دختر شامل ہوتے رہے ہیں آپ کے دور صدارت میں مرکزی انجمن سے جناب بشارت احمد صاحب بقامر حوم حضرت امیر قوم علیہ الرحمۃ اور دیگر بزرگان کے پیغامات لیکر تشریف لائے۔ مرحوم الحاج طفیل صاحب مبلغ لنڈن، مبلغ ہالینڈ عبدالرحیم جگو صاحب نے بھی جموں وکشمیر کا دورہ فرمایا۔ آپ ہی کی قیادت میں تقریباً بیس بائیس سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد مسجد پیر مٹھا غیر قانونی قابضوں سے آزاد کرائی گئی۔

چند سال قبل ضعیف العمری اور ناسازی طبیعت کے باعث احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند کی صدارت سے مستعفی ہوئے اور تجویز پیش کی کہ اس عہدۂ جلیلہ کے لئے جناب محترم عبدالرزاق صاحب آف بمبئی مرحوم یا تاثیر صاحب مقرر

کئے جائیں۔ الغرض بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

آپ کا جنازہ غائبانہ جموں وکشمیر کی جماعتوں کے علاوہ دیگر جماعتوں میں پڑھا جائیگا۔ اور مسجد دارالسلام یاری پورہ (اننت ناگ) میں خطبہ جمعہ میں دعا مغفرت کی گئی بعد ازاں نماز جنازہ ادا کی گئی اللہ کریم سے یہی دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے اور پسماندگان خصوصاً آپ کی بیگم صاحبہ آپ کے فرزند چوہدری ریاض صاحب بی۔ڈی۔او۔ اور دیگر دختران، آپ کی بیگم صاحبہ کے براداران و عزیزان ورشتہ داران اور احباب جماعت جموں و بھدرواہ کو صبر جمیل عطا کر کے ہر رنگ میں حفاظت فرمائے۔ آمین!

کاروائی ہذا مقام مسجد دارالسلام یاری پورہ اننت ناگ کشمیر بطور خراج عقیدت و تعزیت بطور قرارداد عمل میں لائی گئی۔

اور قرار پایا اسکے نقول پریس کے علاوہ آپ کے فرزند ریاض صاحب جماعت جموں، جماعت بھدرواہ کو بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ کاروائی کا اختتام حضور محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ میں کیا گیا:

ان العين ترمع والقلب يحزن نقول الاّ ما يرضىٰ ربّنا بفراقك لمحزونون آنکھ اشکبار ہے، دل غمزدہ ہے، اسکے باوجود ہماری زبان پر وہی بات ہے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اے غلام مصطفیٰ ہم آپ کی جدائی سے ضرور غمگین ہیں۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ببار — داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

تاثیر کی دعا ہے یہی بار بار — تیری تربت پہ نازل ہو رحمت بے شمار

☆☆☆

اطلاع :۔

تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یوم وصال مسیح موعود کے سلسلے میں منعقد ہونیوالے جلسوں کی رپورٹیں آئندہ شمارے میں پیش کی جائیں گی۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا (رجسٹرڈ) کی پانچویں سہ ماہی میٹنگ کا انعقاد ۱۶۔۱۷ ستمبر ۲۰۰۰ کو ہوگا

(ادارہ)

جماعت احمدیہ کے ایک عظیم بزرگ چل بسے

احباب جماعت احمدیہ کو یہ پڑھکر یقیناً صدمہ ہوگا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کے صدر محترم چودھری غلام مصطفیٰ صاحب ۹ رمئی صبح چار بجے اپنے آقاء حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کو اسی دن اقرباء اور دیگر احباب کے ایک کثیر مجمع نے سپرد خاک کیا۔ تمام احباب جماعت سے مرحوم کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ مرحوم عرصہ پچاس سال سے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہے اور اس عرصہ میں جماعت کی رہبری فرماتے رہے۔ آپ بڑے عالم اور متقی بزرگ تھے بڑے بڑے علماء سے آپکی گفتگو ہوتی رہی مگر صداقت مسیح موعود بیان کرتے وقت کوئی بھی عالم انکے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا جب بھی کوئی ملاقات کی خاطر آپکے پاس جاتا تو ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملنے کے بعد فرماتے کہ دین کی خدمت ہی بڑی سعادت ہے آپ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند کے صدر بھی رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور انکے لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔

بشارت سلیم

جنرل سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

☆☆☆

ٹرینیڈاڈ سے کمال ہیڈل صاحب مبلغ احمدیت کی آمد

گذشتہ ماہ ٹرینیڈاڈ سے مبلغ اسلام احمدی خطیب جناب کمال ہیڈل صاحب معہ افراد خانہ ہندوستان کے دورہ پر تشریف لائے ہند میں مقیم اپنے عزیز واقارب سے ملاقاتوں کے علاوہ موصوف نے احباب جماعت سے بھی ملاقات کی دہلی پہنچ کر موصوف نے ٹیلیفون پر اپنی آمد کی اطلاع احباب دہلی کو دی اور بذریعہ کار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا کے نئے دفتر دلشاد کالونی میں مختصر وقت کے لئے تشریف لائے تقریباً ایک گھنٹہ کی نشست میں مہمان موصوف نے اپنے خاندان کے افراد کا تعارف کرایا اور چائے نوشی کے دوران مختصراً اپنے ملک کی تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور احباب دہلی سے جماعتہائے ہند کے بارے میں جانکاری چاہی اور انگریزی ماہنامہ The Call کی چند کاپیاں عنایت کیں گفت وشنید کے دوران مقامی صدر دہلی جناب عبدالغفار صاحب نے بھی ماہنامہ چودھویں صدی دہلی کا پہلا شمارہ مہمان موصوف کو پیش کیا۔

ہیڈل صاحب کے ساتھ ان کی ہمشیرہ زاہدہ ہیڈل صاحبہ جو کنیڈا میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی نائب صدر ہیں تشریف لائی ہوئی تھیں آپسی تبادلہ خیال کے بعد موصوف نے مفتی ممتاز عالم صاحب کو انجمن کے فنڈ میں بطور اعانت 50 ڈالر دئے۔ جزاک اللہ خیراً۔

رخصت ہوتے وقت سارے مہمان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا کے پرانے دفتر دلشاد گارڈن میں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائے بعد ازاں احباب جماعت دہلی نے معزز مہمانوں کو مسرت افزا فضا میں باعزت رخصت کیا۔

(ادارہ)

اسمہٗ احمدؐ کے مصداق حضرت نبی کریم صلعم ہیں

از حضرت مولانا صدر الدین صاحب مرحوم
امیر دوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمد کا لفظ سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی شخص پر نہیں بولا جا سکتا۔ اس واسطے اگر کسی کا نام احمد رکھ دیا جائے تو وہ احمد (نبی) نہیں ہو جاتا آئمہ دین میں سے حضرت امام احمد ابن حنبل تھے سرہند میں شیخ احمد مجدد ہوئے ہیں یہ نام کس کے نام پر ہے یہ نام تفاول کے طور پر آنحضرت صلعم کے نام پر رکھے جاتے ہیں خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آپ کو احمد نام سے پکارا جاتا رہا چنانچہ آپ کی وفات کے بعد جب آپ کو سپرد خاک کیا گیا تو حضرت فاطمۃ الزہرہ غم کی تصویر بنی ہوئی کھڑی تھیں اسی کیفیت حزن وغم میں انہوں نے یہ شعر کہا

ما ذا علی من شمّ تربة احمدا
ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا

جس کسی نے حضرت احمدؐ کی تربت کی مٹی سونگھ لی تو اس کو ساری عمر کسی عطر یا دوسری خوشبوؤں کے سونگھنے کی قطعی حاجت نہیں اسی زمانہ کے ایک اور شاعر نے حضورؐ کو احمد کر کے یاد کیا ہے:۔

صلّی الا له ومن یحف بعرشه علی المبارك احمدا

اس زمانہ میں اگر حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے لفظ احمدؐ حضور کے لئے استعمال کیا تو دوسرے شعراء نے بھی اسی لفظ احمد کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استعمال کیا اس زمانہ کے امام (مجدد صد چہاردہم) نے بھی احمدؐ کا لفظ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی استعمال فرمایا۔ ویسے تو تفاول کے طور پر کئی لوگوں کے نام مسلمانوں میں احمد رکھے جاتے ہیں ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں ایک شخص نبی احمد کے نام سے موسوم تھا جو افسر مال تھا اس سے نہ وہ نبی بن گیا نہ احمدؐ ایسا ہی گاؤں گاؤں میں کئی لوگ احمد یا احمدو کے نام سے پکارے جاتے ہیں اس سے وہ حقیقی احمدؐ نہیں بن گئے۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو دو ناموں سے یاد کیا باوجود اس کے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو نام بیان فرمائے اور باوجود حکم عدل کے نظم و نثر کے بیانات کے کہ احمدؐ اور محمدؐ کے الفاظ صرف اور صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوئے ہیں یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کے مصداق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحبؒ ہیں۔

حضرت امام زمان نے ہرگز ہرگز دین کے اندر کوئی تبدیلی نہیں کی دین کے اندر تغیر ربوائی خلافت نے (مرزا بشیر الدین محمود کی قادیانی خلافت) کیا ہے حضرت مرزا صاحبؒ دین کو تازہ کرنے کیلئے آئے تھے سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے آئے تھے دشمنوں نے آپ پر الزام عائد کیا کہ آپ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اور ربوائی خلافت نے آپ کے عقائد مسخ کر کے دشمنوں کی بات کی تائید کی جس سے عرب ممالک نے یقین کر لیا کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے دین کو متغیر کر دیا ہے۔

☆☆☆

حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ آیہ کریمہ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کے مصداق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد احمدؐ کے آنے کی بشارت دی ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو احمدؐ یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف نہیں لائے۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے مردم شماری کے موقعہ پر لکھا کہ:۔

حضرت نبی کریم صلعم کے دو نام ہیں محمدؐ اور احمدؐ ہماری جماعت آپؐ کے اسم احمدؐ کی مناسبت سے اپنے آپ کو احمدی مسلمان لکھوائے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کی مخالفت کیوں؟

حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیحؓ

ا۔ اس لئے کہ مرزا نے دعویٰ مکالمہ الٰہیہ کا کیا مگر اس دعویٰ کی بنا اس پر تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات میں الان کما کان ہے پس اگر وہ پہلے کسی سے بولتا اور کلام کرتا تھا۔ تو اب وہ کیوں نہیں بولتا؟

اور اهد نا الصرا ط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم (۱:۶۔۷) دعا ہے کہ الٰہی انبیاء۔ صدیقوں۔ شہداء اور صلحاء کی راہ عطا فرما۔ اور ان راہوں میں ایک راہ مکالمہ کی بھی ہے۔ پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں۔ تو کیا کفر کیا؟ بنی اسرائیل کو اس لئے عبادت عجل پر ملامت ہوئی۔ الم یر وا انه لا یکلمهم ولایهد یهم سبیلاً (۷:۱۴۸) کہ ان کا معبود ان سے بات نہیں کرتا اور ان کو ہدایت نہیں فرماتا۔

پس اس وقت مسلمان کیوں مکالمات الٰہیہ سے انکار کرتے ہیں؟

۲۔ دعوے امامت و تجدید دین۔ اس کی بنا مکالمات اور حدیث علیٰ راس کل مائة سنة من یجد دلها دینها اور سورہ نور کی آیت استخلاف پر تھی۔ اور ہمیشہ مجدد گزرتے رہے پس اس صدی کو کیوں خالی چھوڑتے ہیں؟

۳۔ دعویٰ مہدویت جس کا مدار وہی مکالمات تھے اور حدیث لا مهدی الاعیسی یہ صحیح حدیث اسفار حدیث میں موجود ہے۔ منجملہ ان کے ابن ماجہ میں بھی ہے مگر جناب نے بہت حقارت و بری نگاہ سے اس کا نام روایت اور مرزا کی توہین کے لئے فرمادیا۔ کہ حدیث کر کے مرزا نے اس روایت کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث ہے اور پھر کیا مجدد مہدی نہیں ہوتا۔ انصاف! انصاف!!

۴۔ دعویٰ عیسےٰ ابن مریم ہونے کا اس کا مدار بھی مکالمہ الٰہیہ تھا۔ اور قرآن کریم کی آیت و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا و صد قت بکلمات ربها و کتبه وکانت من القانتین (۶۶:۱۲) پر تھی اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مومن جس سے خطا ہو جائے۔ وہ امرأۃ فرعون کی مثل ہے کہ شیطان کے ماتحت ہے وہ تو دعائیں کرے نجنی من فرعون (تحریم ۶۶:۱۱) اور اس آیت میں ذکر ہے اس قسم کے مومن کا۔ دوسرا مومن وہ ہے جو محصن ہے وہ مریم ہوتا ہے۔ اور جب اس پر کلام الٰہی کا نفخ ہوتا ہے تو مریم سے ابن مریم ہو جاتا ہے۔

اور تیسری وجہ ـ

چوں مرا نورے قوے مسیح دادہ اند مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

چوتھی وجہ حدیث صحیح ینزل فیکم ابن مریم (المومنون) ۲۳:۱۰۰)

۵۔ آپ کا دعویٰ کہ ابن مریم مر گئے۔ اس کے دلائل کے لئے آپ نے اَسّی رسائل سے زائد لکھے۔

۶۔ جو طبعی موت سے مر گئے۔ وہ دنیا میں بایں جسم عنصری واپس نہیں آتے ومن ورائهم بر زخ الی یوم یبعثون۔ (۲۳:۱۰۰)

۷۔ آپ نے ہزاروں پیشگوئیاں کیں۔ جو صحیح ہوئیں۔ جو بظاہر کسی کو نظر آتا ہے کہ صحیح نہیں ان پر مرزا صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے۔

آپ نے بااینکہ محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین مانا اور ان کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحات میں بے ریب لکھے ہیں کہ میں نبی بہ معنی پیشگوئی کرنے والا ہوں۔ مجھے احادیث اور کلام الٰہی میں مجازی طور پر نبی کہا گیا مگر نہ نبی تشریعی۔ اور یہی مذہب تمام صوفیاء کرام کا ہے۔

☆☆☆

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دینِ دینِ محمد ؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

کلام حضرت امام الزماں

فہرست تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رحمتہ اللہ

نمبر	نام کتاب	سال اشاعت	نمبر	نام کتاب	سال اشاعت
۱	براہین احمدیہ جلد اوّل	۱۸۸۰ء	۲۱	شہادت القرآن	۲۲؍ستمبر ۱۸۹۳ء
۲	براہین احمدیہ جلد دوم	۱۸۸۰ء	۲۲	نور الحق حصہ اوّل (عربی)	فروری ۱۸۹۴ء
۳	براہین احمدیہ جلد سوم	۱۸۸۳ء	۲۳	نور الحق حصہ دوم (عربی)	۱۸؍مئی ۱۸۹۴ء
۴	براہین احمدیہ جلد چہارم	۱۸۸۴ء	۲۴	اتمام الحجت	جون ۱۸۹۴ء
۵	سرمہ چشم آریہ	۱۸۸۶ء	۲۵	سر الخلافہ (عربی)	۱۴ جولائی ۱۸۹۴ء
۶	شحنہء حق	۱۸۸۷ء	۲۶	انوار الاسلام	۶؍ستمبر ۱۸۹۴ء
۷	ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب	۱۸۹۰ء	۲۷	ضیاء الحق	مئی ۱۸۹۵ء
۸	توضیح مرام ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء		۲۸	نور القرآن نمبر اوّل	۱۵؍جون ۱۸۹۵ء
	مطابق جمادی الثانی	۱۳۰۸ھ	۲۹	آریہ دھرم	۲۲؍ستمبر ۱۸۹۵ء
۹	فتح اسلام ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء		۳۰	ست بچن	یکم دسمبر ۱۸۹۵ء
	مطابق ۱۰؍جمادی الثانی	۱۳۰۹ھ	۳۱	نور القرآن نمبر دوم	۲۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء
۱۰	ازالہ اوہام حصہ اوّل ۳؍ستمبر ۱۸۹۱ء		۳۲	لیکچر جلسہ مہوتسو	۲۷؍دسمبر ۱۸۹۶ء
	مطابق ۲۸؍محرم	۱۳۰۹ھ	۳۳	انجام آتھم معہ ضمیمہ	۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء
۱۱	الحق مباحثہ لدھیانہ جولائی تا اکتوبر	۱۸۹۱ء	۳۴	سراج منیر	۲۴؍مارچ ۱۸۹۷ء
۱۲	الحق مباحثہ دہلی نومبر تا دسمبر	۱۸۹۱ء	۳۵	روئیداد جلسہ احباب بتقریب جشن جوبلی	مئی ۱۸۹۷ء
۱۳	آسمانی فیصلہ ۲۷ دسمبر	۱۸۹۱ء	۳۶	استفتاء	۱۶؍مئی ۱۸۹۷ء
۱۴	نشان آسمانی	۲۶؍مئی ۱۸۹۲ء	۳۷	تحفۂ قیصریہ	۲۵؍مئی ۱۸۹۷ء
۱۵	آئینہ کمالات	۲۹؍فروری ۱۸۹۳ء	۳۸	حجۃ اللہ	۲؍مئی ۱۸۹۷ء
۱۶	برکات الدعاء	۲؍اپریل ۱۸۹۳ء	۳۹	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب	۲۲؍جون ۱۸۹۷ء
۱۷	جنگ مقدس	۲۲؍مئی تا ۵؍جون ۱۸۹۳ء	۴۰	محمود کی آمین	۱۸۹۷ء
۱۸	حجۃ الاسلام و سچائی کا اظہار	آخر جون ۱۸۹۳ء	۴۱	کتاب البریہ	۲۴؍جنوری ۱۸۹۸ء
۱۹	تحفۂ بغداد	جولائی ۱۸۹۳ء	۴۲	ایام الصلح (فارسی)	یکم اگست ۱۸۹۸ء
۲۰	کرامات الصادقین	۲۴؍اگست ۱۸۹۳ء	۴۳	ضرورت الامام	ستمبر ۱۸۹۸ء

۴۴ روئداد جلسہ طاعون	۱۸۹۸ء
۴۵ نجم الہدیٰ	۲۰؍نومبر ۱۸۹۸ء
۴۶ راز حقیقت	۳۰؍نومبر ۱۸۹۸ء
۴۷ کشف الغطاء	۲۷؍دسمبر ۱۸۹۸ء
۴۸ ایام الصلح (اُردو)	جنوری ۱۸۹۹ء
۴۹ حقیقۃ المہدی	۲۱؍فروری ۱۸۹۹ء
۵۰ ستارہ قیصریہ	۲۴؍اگست ۱۸۹۹ء
۵۱ روئداد جلسہ دُعاء	۲؍فروری ۱۹۰۰ء
۵۲ گورنمنٹ انگریزی و جہاد	۲۲؍مئی ۱۹۰۰ء
۵۳ اربعین نمبر اول	۲۳؍جولائی ۱۹۰۰ء
۵۴ اربعین نمبر دوم	۲۹؍ستمبر ۱۹۰۰ء
۵۵ اربعین نمبر سوم و چہارم	۱۵؍دسمبر ۱۹۰۰ء
۵۶ اعجاز المسیح	۲۰؍فروری ۱۹۰۱ء
۵۷ بشیر احمد شریف احمد مبارکہ کی آمین	۲۷؍نومبر ۱۹۰۱ء
۵۸ دافع البلاء	۲۳؍اپریل ۱۹۰۲ء
۵۹ الہدیٰ	۱۲؍جون ۱۹۰۲ء
۶۰ نزول المسیح	۲۰؍اگست ۱۹۰۲ء
۶۱ تحفہ گولڑویہ	یکم ستمبر ۱۹۰۲ء
۶۲ کشتی نوح	۵؍اکتوبر ۱۹۰۲ء
۶۳ تحفہ غزنویہ	۳؍اکتوبر ۱۹۰۲ء
۶۴ تحفۃ الندوہ	۶؍اکتوبر ۱۹۰۲ء
۶۵ خطبہ الہامیہ	۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء
۶۶ تریاق القلوب	۲۸؍اکتوبر ۱۹۰۲ء
۶۷ اعجاز احمدی	۱۵؍نومبر ۱۹۰۲ء
۶۸ ریویو مباحثہ چکڑالوی و محمد حسین	۲۷؍نومبر ۱۹۰۲ء
۶۹ مواہب الرحمٰن	۱۴؍جنوری ۱۹۰۳ء
۷۰ نسیم دعوت	۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء
۷۱ سناتن دھرم	۸؍مارچ ۱۹۰۳ء
۷۲ حمامۃ البشریٰ (عربی)	۲۷؍جولائی ۱۹۰۳ء
۷۳ تذکرۃ الشہادتین (اُردو)	۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء
۷۴ سیرۃ الابدال	دسمبر ۱۹۰۳ء
۷۵ تذکرۃ الشہادتین (فارسی)	جولائی ۱۹۰۴ء
۷۶ اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب	۳؍ستمبر ۱۹۰۴ء
۷۷ لیکچر اسلام سیالکوٹ	۲؍نومبر ۱۹۰۴ء
۷۸ تقریروں کا مجموعہ	۲۸؍دسمبر ۱۹۰۴ء
۷۹ رسالہ الوصیّت	۲۰؍دسمبر ۱۹۰۵ء
۸۰ ضمیمہ متعلق رسالہ الوصیّت	۶؍جنوری ۱۹۰۶ء
۸۱ چشمہ مسیحی	یکم مارچ ۱۹۰۶ء
۸۲ تجلیات الٰہیہ نامکمل	۱۵؍مارچ ۱۹۰۶ء
۸۳ قادیان کے آریہ اور ہم	۲۱؍فروری ۱۹۰۷ء
۸۴ حقیقۃ الوحی	۱۵؍مئی ۱۹۰۷ء
۸۵ دوازدہ نشان	۲۰؍مئی ۱۹۰۷ء
۸۶ چشمہ معرفت	۱۵؍مئی ۱۹۰۸ء
۸۷ پیغام صلح	۲۵؍مئی ۱۹۰۸ء

کتب جو بعد وفات شائع ہوئی ہیں:۔

۸۸ براہین احمدیہ حصہ پنجم	۱۵؍اکتوبر ۱۹۰۸ء
۸۹ نزول المسیح	اگست ۱۹۰۹ء
۹۰ لجۃ النور	فروری ۱۹۱۰ء

حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہارات

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں تقریباً پونے دوسو اشتہارات مختلف اوقات میں شائع کئے بعض احمدی مؤلفین کی حضرت صاحب کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباسات پر مشتمل متعدد تالیفات ہیں جن میں سے جناب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب مرحوم کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ (ادارہ)

ہمارا تعارفی و تبلیغی لٹریچر

۱۔ تفسیر بیان القرآن (اردو) مکمل دو جلدیں
از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ خالص ہدیہ ـ/۵۰۰ روپے
۲۔ تلخیص بیان القرآن مکمل
از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ـ/۱۵۰ روپے
۳۔ احادیث العمل (منتخب احادیث کا مجموعہ)
از مولانا محمد علی صاحب مرحوم ـ/۱۵۰ روپے
۴۔ دین اسلام (اسلامی عقائد و عبادات و معاملات قرآن و حدیث کی روشنی میں)
از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ (زیر طبع)
۵۔ لانبی بعدی (عصر حاضر کا اہم مسئلہ۔ بانی سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اصطلاحات کی وضاحت)
از شیر محمد ملک قیمت مجلد ۵۰ روپے غیر مجلد ـ/۳۰ روپے
۶۔ میرا قبول اسلام (نو مسلمین کے تاثرات و حالات جو خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے تھے) قیمت ـ/۶۵ روپے
۷۔ زندہ نبی کی زندہ تعلیم (سیرت نبوی پر مختصر اور بے مثال کتاب)
از مولانا محمد علی صاحبؒ قیمت ـ/۴۰ روپے
۸۔ مجدد اعظم (۳ جلدیں) حضرت مرزا غلام احمدؒ صاحب قادیانی کی سوانح عمری
از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (مرحوم) قیمت ـ/۴۵۰ روپے
۹۔ نماز اور ترقی کی تین راہیں از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ قیمت ـ/۲۰ روپے
۱۰۔ میثاق النبیین (رسول اللہؐ کی آمد کی بشارات کتب مقدسہ میں)
از مولانا عبدالحق ودیارتھی (مرحوم) قیمت ـ/۱۲۰ روپے
۱۱۔ جمع قرآن (تاریخ نزول و ترتیب قرآن و بعض شکوک کا ازالہ)
از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ قیمت ـ/۴۰ روپے
۱۲۔ نبوت کا ظہور اتم (سیرت رسولؐ پر امتیازی کتاب)
از الحاج خواجہ کمال الدین قیمت ـ/۷۵ روپے
۱۳۔ اسلام کیا ہے؟ اصول اسلام کی حقیقت بطور سوال جواب
مرتبہ منظور الٰہی صاحب قیمت ـ/۱۰ روپے
۱۴۔ ضرورت مجدد از مولانا محمد علی صاحبؒ قیمت ـ/۱۰ روپے
۱۵۔ مجدد کامل از خواجہ کمال الدین صاحبؒ قیمت ـ/۲۰ روپے
۱۶۔ کشتی نوح از حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی ـ/۱۰ روپے
۱۷۔ ردّ تکفیر اہل قبلہ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ قیمت ـ/۱۵ روپے
۱۸۔ وفات مسیح و نزول مسیح (قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں) ـ/۱۵ روپے
۱۹۔ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی حقیقت از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ـ/۲۰ روپے

مفت لٹریچر:۔

۱۔ البلاغ المبین (آخری لیکچر از حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی)
۲۔ آسمانی گواہی (حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی کی صداقت پر اولیاء اللہ کی شہادت) مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب
۳۔ ہمارے عقائد (لاہوری جماعت احمدیہ کے عقائد بحوالہ کتب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)
۴۔ خاتم النبیین کی حقیقت قرآن و حدیث، لغت اور محاورہ عرب کی روشنی میں
۵۔ خاتم النبیین (یعنی مسئلہ نبوت پر ایک فیصلہ کن بحث) میاں رحیم بخش مرحوم
۶۔ اسمہ احمد اس نام کے مصداق محمدؐ ہیں نہ کہ مرزا غلام احمد صاحبؒ
۷۔ ختم نبوت اور علامہ اقبالؒ (علامہ اقبال کے تاثرات)
۸۔ مخالفین احمدیت کے اعتراضات اور علامہ نیاز فتحپوری کے جوابات
مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب
۹۔ قادیانی مسئلہ اور لاہوری گروپ کی حیثیت کا تنقیدی جائزہ
از بشارت احمد بقا صاحب
۱۰۔ میاں طاہر احمد خلیفہ قادیان کی تقریر کا محققانہ جواب
(لاہوری جماعت احمدیہ کی طرف سے)
از شعبۂ تصنیف و تالیف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا (دہلی)
۱۱۔ اختلاف سلسلہ احمدیہ کے اصل اسباب (لاہوری اور قادیانی فریق کے اختلافات)
۱۲۔ حقیقت اختلاف حصہ اول و دوم از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ
۱۳۔ احمدی مسلمان ہیں (جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کا فیصلہ)
۱۴۔ جماعت احمدیہ کے دو فریق از مولانا محمد علی صاحب لاہوری
۱۵۔ مقدمہ حقیقت اسلام از حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ
۱۶۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر (تحقیقی مقالہ)

علاوہ ازیں شائقین حضرات حقیقی احمدیت کی معلومات و دیگر مفید لٹریچر منگوانے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر لکھیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا (رجسٹرڈ)
L-25A دلشاد گارڈن دہلی۔ ۱۱۰۰۹۵ فون:۔ ۲۲۹۶۶۱۶

نوٹ:

شائقین حضرات کتب بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے چوتھائی رقم پیشگی ارسال فرمائیں تاکہ بذریعہ وی پی کتب روانہ کی جائیں وصول شدہ رقم بل میں سے گھٹا دی جائیگی۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ کل رقم ایڈوانس بھیجنے کی صورت میں کتب بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ بھیج دی جائینگی۔ (ادارہ)

OUR ENGLISH LITERATURE

No.	Title	Author	Price
1.	Holy Quran with Arabic Text, English Text, English Translation with Commentary (American Print)	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 400/-
2.	The English Translation of the Holy Quran without Arabic Text.	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 200/-
3.	The Prophet of Islam	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 20/-
4.	A manual of Hadith	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 150/-
5.	Heresy in Islam	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 50/-
6.	Mohammad the Prophet	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 80/-
7.	History of the Prophets	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 30/-
8.	Living thoughts of Prophet Mohammad	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 30/-
9.	Introduction to the Study of the Holy Quran	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 50/-
10.	The Early Caliphate	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 80/-
11.	The Muslim Prayer Book	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 20/-
12.	The Religion of Islam	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 275/-
13.	The split in the Ahmadiyya movement	By Maulana Mohammad Ali	Rs. 50/-
14.	Slavery in Islam	By Khwaja Kamaluddin	Rs. 15/-
15.	Sources of Christianity	By Khwaja Kamaluddin	Rs. 70/-
16.	Open letters to the Bishops	By Khwaja Kamaluddin	Rs. 50/-
17.	Islam and Muslim Prayer	By Khwaja Kamaluddin	Rs. 30/-
18.	Islam and Christianity	By Khwaja Kamaluddin	Rs. 50/-
19.	Mohammad in world Scriptures (Volumes, I, II, III, Complete Set.)	By Abdul Haque Vidyarthi	Rs. 450/-
20.	The Great Religions of the world	By Mrs. Ulfat Azizus Samad	Rs. 100/-
21.	Study of Islam	By Khwaja Kamaluddin	Rs. 10/-
22.	Islam and Christianity	By Mrs. Ulfat Azizus Samad	Rs. 50/-
23.	Islam is Modern	By Maulana Sadruddin	Rs. 25/-

Free Distribution, English Literature

No.	Title	Author
1.	Islam the Religion of Humanity	By Maulana Mohammad Ali
2.	The Last Prophet	By Maulana Mohammad Ali
3.	Recognise the Imam of the Age	By Maulana Mohammad Ali
4.	Glowing Tribute to the Promised Masih	By Mirza Muhammad Hussain
5.	The two sections of Ahmadiyya Movement	By Maulana Mohammad Ali
6.	Mirza Ghulam Ahmed Sahab did not claim to be a prophet	By Hafiz Sher Mohammad
7.	Some questions for the Khalifa Rabwah and Members of the Qadyani (Rabwah)	By Hafiz Sher Mohammad
8.	Correction of an error (Ek Ghalati ka Izala)	By Mirza Ghulam Ahmed
9.	Is this the Bible you bilieve	By Ahmadiyya Movement
10.	Commentary of the Holy Quran	By Hazrat Dr. Basharat Ahmed

AHMADIYYA ANJUMAN ISHA'AT ISLAM INDIA (Regd)
L,25A Dilshad Garden Delhi - 110095
Code:- 011 - Phone:- 2296616

تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم

احمدیت الگ مذہب نہیں

حضرت مولینا محمد علی لاہوری مرحوم

پہلی قسط

تحریک احمدیت کے متعلق کئی قسم کی غلط فہمیاں ہیں۔ سب سے پہلے اور سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ احمدیت اسلام سے الگ مذہب ہے جس طرح بابی یا بہائی مذہب ہے۔ اس غلط خیال کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ جس کی تردید پچھلے صفحات میں ہو چکی ہے۔ بعض لوگوں کے دلوں میں یہاں تک خیال ہے کہ احمدیوں کا کلمہ یا ان کی نماز مسلمانوں سے الگ ہے یا ان کا قبلہ یا کتاب الگ ہے۔ ان باتوں میں کوئی حقیقت نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر بابی یا بہائی مذہب کی طرح یہ کوئی الگ مذہب ہوتا تو احمدیت کا سارا کام اشاعت اسلام تک محدود کیوں ہوتا۔ موٹی بات یہ ہے کہ اس وقت جس قدر تبلیغ اسلام کا کام یورپ یا امریکہ میں بلکہ دنیا کے دیگر حصوں میں ہو رہا ہے اس کا بہت بڑا حصہ احمدی جماعت کا پیدا کردہ ہے یا اسی کے زیر اثر پیدا ہو رہا ہے۔ پس اگر احمدیت کوئی الگ مذہب ہوتا تو احمدیوں کا دن رات کا شغل اور ان کا سارا زور اسلامی مشن قائم کرنے پر اور اسلامی لٹریچر پیدا کرنے پر صرف کیوں ہوتا؟ بابی مذہب تو احمدیت سے پورے پچاس سال پیشتر کام کر رہا ہے کیا اس نے بھی کوئی اسلامی مشن قائم کیا یا اسلامی لٹریچر پیدا کیا اگر احمدیت کوئی الگ مذہب ہوتا تو احمدیوں کا سارا زور اس الگ مذہب کے پھیلانے اور اسکو قوت دینے پر صرف ہوتا۔ مگر چونکہ احمدی صرف اشاعت اسلام پر سارا زور صرف کر رہے ہیں اس لئے ان کا مذہب بھی سوائے اسلام کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے پیروؤں میں سے ایک گروہ یعنی جماعت قادیان (تم ربوائی) نے حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دیا ہے لیکن ابھی تک وہ درمیانی حالت میں ہیں۔ اگرچہ اس نبوت کے نتیجے کے طور پر انہوں نے روئے زمین کے کل مسلمانوں کو کافر کہا ہے مگر ابھی تک کوئی نیا کلمہ اپنے لئے تجویز نہیں کیا۔ یعنی عقیدتاً وہ یوں مانتے ہیں کہ کوئی شخص جب تک حضرت مرزا صاحب پر ایمان لا کر آپ کی بیعت نہ کرے اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ مگر کوئی اپنا الگ کلمہ بنانے سے انکار کرتے ہیں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی اقرار کرتے ہیں۔ یہ ایک درمیانی اور تذبذب کی حالت ہے اور بالآخر یا وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے عقیدہ سے رجوع کریں گے یا اپنا الگ کلمہ اور الگ مذہب بنالیں گے کیونکہ ان کے اس عقیدہ کا کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دے کر ان پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ لازمی نتیجہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہے جب اس کلمہ کے اقرار سے کوئی شخص دائرہ اسلام میں ہی داخل نہیں ہوتا بلکہ چالیس کروڑ مسلمان (جو آبادی اس وقت تھی) جو اس وقت اس کلمہ کا اقرار کرتے ہیں وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتے ہیں تو اس کلمہ کو لازماً منسوخ کہنا پڑے گا اور جس نبی پر ایمان لانے سے لوگ اب دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں اس کی رسالت اور نبوت کا اقرار توحید کے ساتھ کلمہ کا لازمی جزو قرار پائے گا۔ اور اگر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے سے رجوع نہ کیا گیا تو کل کو اس بنیاد پر یقیناً ان لوگوں کا الگ کلمہ اور الگ مذہب ہو جائے گا اور پھر ان کے تعلقات اسلام سے ایسے ہی رہ جائیں گے جیسے بابیوں یا بہائیوں کے ہیں کہ وہ اسلام کو اپنے وقت کا سچا مذہب مانتے ہیں مگر اس زمانہ کے لئے وہ بابی یا بہائی مذہب کو ہی سچا قرار دیتے اور اسلام اور اس کے کلمہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اس وقت جماعت قادیان کا پاؤں دو کشتیوں میں ہے ایک طرف وہ چالیس کروڑ کلمہ گو کو کافر قرار دیتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے کسی کا مسلمان ہو جانا نہیں مانتے۔ بلکہ باوجود اقرار کلمہ اسے کافر کا کافر ہی سمجھتے ہیں اور دوسری طرف اپنے آپ کو مسلمانوں میں ہی داخل کرتے ہیں اور اپنا الگ مذہب اور الگ کلمہ بنانے سے انکار کرتے ہیں مگر یہ حالت بہت دیر تک نہیں رہ سکتی یا تو اس عقیدہ کا گھناؤنا پن ان کے کثیر حصہ کو بالآخر اس سے متنفر کر دیگا۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا چھوڑ دیں گے اور یا جو اس عقیدہ کا لازمی نتیجہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ قرار پائے اور ایک نیا کلمہ تجویز ہو اسے قبول کرلیں گے۔ بہر حال احمدیت نہ تو اپنی اصلیت میں کوئی الگ مذہب تھا اور نہ اب تک حضرت مرزا صاحب کے پیروؤں کے نزدیک یہ الگ مذہب ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

CHAUDHVIN SADI (URDU MONTHLY)
L.25-A DILSHAD GARDEN DELHI- 110095 PHONE:- 2296616
VOL - 1 ISSUE 3 May 2000

ہمارے عقائد

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بروشد اختتام

۱۔ ہماری جماعت تمام ان عقائد واحکامات پر ایمان رکھتی ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں درج ہیں، اور ہم تمام ان امور کو اپنا دین سمجھتے ہیں جن پر سلفِ صالحہ کا اتفاق ہے اور جن پر اہلِ سنت والجماعت کا اجماع ہے ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی ایمان سے آخرالانبیاء یقین کرتے ہیں۔

۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرئیل کسی پر وحی نبوت لے کر نازل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ اگر جبرئیل وحی نبوّت کا صرف ایک فقرہ ہی لے کر کسی شخص پر اُترے تو قرآن کریم کا وہ دعویٰ جو الیوم اکملت لکم دینکم میں کیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ باطل ہو جاتا ہے اور ختم نبوّت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔

۵۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ وحی نبوّت منقطع ہے لیکن ولایت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے تاکہ اُمّت کے ایمان واخلاق کی آبیاری ہوتی رہے۔

۶۔ اس اُمّت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق صرف اولیاء کرام اور مجدّدین اور محدّثین آسکتے ہیں نبی نہیں آسکتے۔

۷۔ اس اُمّت کے مجدّدین میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب چودہویں صدی کے مجدّد ہیں اور آئندہ بھی حدیث کی پیش گوئی کے مطابق مجدّد پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں صرف مجدّدیت کے منصب پر فائز ہیں۔

۸۔ حضرت مرزا صاحب کا ماننا بنیاد دین میں سے نہیں نہ جزو ایمانیات ہے اس لئے ان کو نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔

۹۔ ایک مسلمان جب تک کلمہ طیّبہ کا قائل ہے اس کو کسی صورت میں کافر قرار نہیں دیا جاسکتا وہ مجرم ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی جرم معصیت کی بناء پر اس کو کافر کہہ کر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم و غلام سمجھتے ہیں۔

☆☆☆

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی امتیازی خصوصیات

۱۔ تکمیل دین اور ختم نبوت پر حقیقی ایمان رکھنے والی واحد جماعت۔

جس کا بنیادی عقیدہ ہے کہ شریعتِ کاملہ قرآن شریف اور آنحضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ کوئی پرانا ہی نازل ہوگا۔

۲۔ اتحاد بین المسلمین کی واحد نقیب جماعت جو نہ صرف ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے بلکہ تکفیر المسلمین سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

۳۔ مغربی دنیا میں اشاعتِ اسلام اور علوم قرآن کی اوّلین مشعل بردار جماعت۔

جس نے اگر اسلامی دنیا میں اسلامی نظریہ حیات پر ایمان کو زندہ کیا تو مغربی دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلا کر طلوع الشمس من مغربها کا معجز نما نظارہ دکھایا۔ اوّلین اسلامی مشن ۱۹۱۲ء میں خواجہ کمال الدین مرحوم نے انگلستان میں قائم کیا۔ برلن میں پہلی مسجد حضرت مولنٰا صدرالدین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ۱۹۲۴ء میں تعمیر کی۔ قرآن حکیم کا پہلا مقبول عام انگریزی بالتفسیر ترجمہ ۱۹۱۷ء میں حضرت مولنٰا محمد علی نے شائع فرمایا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں ڈچ اور ۱۹۴۰ء میں جرمن زبان میں قرآن کے تراجم شائع کئے اس جماعت کی طرف سے اب تک درجنوں زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

۴۔ اصلاحِ ملّت کی واحد داعی جماعت۔ حضرت محمد صلی اللہ وسلم کی قوت قدسی اور حفاظت دین کا خدائی وعدہ اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ اُمت مسلمہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جن کا وجود اسلام کی صداقت، خدا کی ہستی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض پر شہادت ہو۔ حضرت مرزا صاحب قادیانی" کے اپنے الفاظ میں یہ ہے "ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں، جو اہلِ سنت والجماعت مانتے ہیں۔ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

۵۔ صحیح اسلامی جمہوریت پر قائم جماعت

اس جماعت کا عقیدہ ہے کہ بانی سلسلہ کی جانشین انجمن ہے نہ کہ کوئی فردِ واحد۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "الوصیت" کی روسے وامرھم شوریٰ بینھم کی محکم چٹان پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جمہوری نظام کی شکل میں استوار ہے

☆☆☆

Printed, Edited, and Published by Mumtaz Alam, the Printer, Publisher and Editor by M.S. Printers at 145 Gali No. 8 Chohan Bangar, Delhi- 53 and Published at L/25 A Dilshad Garden Delhi 110095 Tel:- 2296616